هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر شیخ قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ مساوین ۔ عام چندہ ۵ ۔ ششماہی ۳ ۔ بیرون ہند
سہ ماہی ۲ ۔ للعہ ۔ عہ ۔ ۸
قیمت فی پرچہ ۱/ منیجر شیخ بشیر احمد خان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

خدام احمدیہ نوجوانوں میں اپنے قصور کی سزا خوشی برداشت کرنے کی ذہنیت پیدا کریں

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج میں خدام الاحمدیہ کو ان کے بعض اور فرائض کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس وقت تک میں:۔

۱۔ قومی روح کا اپنے اندر پیدا کرنا جماعتی کاموں میں دلی شوق کے ساتھ حصہ لے کر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہنا۔ اور تنظیم کا مادہ اپنے اندر پیدا کرنا۔

۲۔ اسلامی تعلیم سے واقفیت

۳۔ آوارگی اور بے کاری کا ازالہ۔

۴۔ اچھے اخلاق خصوصاً سچ اور دیانت کا پیدا کرنا۔ اور

۵۔ ہاتھ سے کام کرنا۔ ان پانچ امور کی طرف انہیں توجہ دلا چکا ہوں۔ آج میں اسی سلسلہ میں ایک اور ضروری امر کی طرف انہیں توجہ دلاتا ہوں۔ جو میرے نزدیک نہایت ہی اہم ہے۔ مگر اس کی طرف توجہ بہت ہی کم کی جاتی ہے۔ مجھے ان لوگوں کے ساتھ کام کرنے کے بعد جن سے کام کرنے کا مجھے موقعہ ملا ہے۔ اور وہ جوان بھی ہیں۔ اور بوڑھے بھی۔ وہ پڑھے لکھے بھی ہیں۔ اور ان پڑھ بھی۔

ہندوستانیوں کے متعلق ایک نہایت ہی تلخ تجربہ

ہؤا ہے۔ جو ہمیشہ میرے دل پر ایک پتھر کی طرح بوجھ ڈالے رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک لمبے عرصہ کی غلامی کے بعد ہندوستانی عقل اور ذہانت کو بالکل کھو چکے ہیں۔ وہ جب بھی کوئی کام کریں گے۔ ان کے اندر حماقت اور بے وقوفی ضرور ہو گی۔ الا ماشاء اللہ

چند لوگ اگر مستثنیٰ ہوں۔ تو اور بات ہے۔ لیکن ایسے لوگ بھی ایک فی صدی سے زیادہ نہیں ہیں۔ اب سو میں سے ایک کی آبادی سو کا بوجھ کس طرح اٹھا سکتی ہے۔ اگر سو میں سے ساٹھ ستر آدمی فرض شناس اور ذہین ہوں۔ تو وہ بقیہ تیس چالیس کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن جس ملک کے سو آدمیوں میں سے ننانوے ذہانت سے عاری ہوں۔ اور سو میں سے صرف ایک شخص ذہین ہو۔ تو اس کے متعلق جس قدر بھی مایوسی ہو۔ کم ہے۔ کوئی کام دے دیا جائے۔ اس میں ضرور کچھ نہ کچھ

حماقت اور بے وقوفی

دکھانا ہندوستانی شاید اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ اور جب وہ بے وقوفی کرتا ہے۔ اور اسے سمجھایا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسی بیوقوفی نہ کیا کرے۔ تو وہ اس سے الٹا نتیجہ نکالتا ہے۔ اور جو اسے تعلیم دی جائے۔ اسے وہ ہمیشہ اپنے لئے گالی اور ہتک سمجھتا ہے۔ اور جس طرح بچھو نیش لگاتا ہے۔ اسی طرح وہ اس نصیحت کے بدلے دوسرے کو نیش لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی تلخ بات ہے۔ جو میرے تجربہ میں آئی ہے۔

ابھی کل ہی کی بات ہے۔ ایک عزیز نوجوان نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ فوج میں جہاں کہیں مخلص احمدی دیکھے گئے ہیں۔ وہ ہمیشہ

دوسروں سے زیادہ ہوشیار

ہوتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ سچا ایمان اور سچا اخلاص ذہانت ضرور پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ عدم ذہانت در اصل توجہ کی کمی کا نام ہے۔ اور کامل توجہ کا نام ہی ذہانت ہے۔ جب انسان کسی امر کی طرف کامل توجہ کرتا ہے۔ تو اس کے چاروں کونے اس کے سامنے آ جاتے ہیں۔ مگر جب کبھی وہ پوری توجہ نہیں کرتا۔ اس کے کئی گوشے اسکی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ چار پانچ ہندوستانی اکٹھے سفر کر رہے ہوں۔ اور ان کے سامنے کوئی معاملہ پیش آ جائے۔ تو وہ کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگ جائیں گے۔ ایک کہیگا۔ یوں کرنا چاہیئے۔ دوسرا کہے گا۔ یوں نہیں ووں کرنا چاہیئے۔ اب وقت گذر رہا ہے۔ کام خراب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو رہا ہے۔ مگر وہ بے وقوفی کی بحثیں کرتے رہیں گے۔ کبھی ان کے دماغ میں یہ بات نہیں آئے گی۔ کہ اس بحث سے زیادہ حماقت کی بات اور کوئی نہیں۔ تم اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کرو۔ اور اس کے فیصلہ کو تسلیم کرلو۔ مگر یہ حماقت یہاں تک بڑھی ہوئی ہے۔ کہ جس شخص کے فیصلہ کو وہ تسلیم کرنے کا دعویٰ بھی کریں گے۔ اس کے فیصلوں پر بھی جھٹ اعتراض کردیں گے۔ اور اگر اعتراض نہیں کریں گے۔ تو کم از کم اس کے معاملات میں دخل دینے کی ضرور کوشش کریں گے۔ میں خلیفہ ہوں۔ اور جماعت میری اطاعت کا اقرار کئے ہوئے ہے۔ مگر میرا قریباً نوّے فی صدی تجربہ ہے۔ کہ جب بھی میں کوئی کام کرنے لگوں۔ ہر شخص مجھے مشورہ دینے لگ جاتا ہے۔ اب ساری سکیم سوچی ہوئی میرے ذہن میں موجود ہوتی ہے۔ مگر وہ

خواہ مخواہ دخل دے کر

کام کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ وہی احمقانہ عادت ہے۔ جو تمام ہندوستانیوں کے اندر پائی جاتی ہے۔ کہ وہ کبھی بھی صحیح لیڈری کو تسلیم نہیں کریں گے۔ بھلا ایک شخص جو لڑائی کے لئے لوگوں کو جمع کرکے لے جا رہا ہو۔ دشمن سر پر کھڑا ہو۔ اور حالت ایسی ہو۔ کہ ایک لمحہ کا ضیاع بھی سخت نقصان پہنچانے والا ہو۔ اس وقت اگر تم راستہ روک کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور اسے مشورہ دینے لگ جاؤ۔ تو اس کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ تم اپنے لوگوں کو تباہ کرانا چاہتے ہو۔ پس یہ مشورہ نہیں۔ بلکہ

اپنی حماقت اور نادانی کا مظاہرہ

ہوتا ہے۔ کسی بیمار کے پاس دو ہندوستانی ڈاکٹر چلے جائیں۔ وہ بجائے اس کے کہ متفقہ طور پر اس کے لئے کوئی علاج تجویز کریں۔ آپس میں لڑنا شروع کردیں گے۔ وہ کہے گا۔ یہ دوا دینی چاہیئے۔ یہ کہے گا۔ وہ دوا دینی چاہیئے۔ بیمار مر رہا ہوگا۔ اور یہ آپس میں بحث کر رہے ہوں گے۔ غرض کبھی بھی ضرورت اور محل کے موقعہ پر وہ اس امر کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ کہ اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کردیں۔ اور جو کچھ وہ کہے۔ اس کے مطابق کام کریں۔

استثنائی طور پر

اگر بعض دفعہ کوئی لطیف بات کسی کو سوجھ جائے۔ تو اس کے بتانے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ مگر ہندوستانی ذہنیت یہ ہے۔ کہ وہ ہر بات میں خواہ مخواہ دخل دیں گے۔ اور بجائے کسی کی صحیح لیڈری پر اعتماد کرنے کے اپنی بات پر زور دیتے چلے جائیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ یوں کرنا چاہیئے۔ خواہ ان کی بات کس قدر ہی احمقانہ کیوں نہ ہو۔ اور خواہ اس شخص کی سکیم سے وہ کتنے ہی ناواقف کیوں نہ ہوں۔ تو یہ مادہ ہندوستانیوں کے دلوں میں نہایت ہی گہرے طور پر راسخ ہوچکا ہے۔ اور چونکہ اکثر احمدی ہندوستانی ہیں۔ وہ بھی ایک حد تک اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ میرے دل میں کبھی مایوسی پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن اگر کبھی میرے دل میں

مایوسی کے مشابہ کوئی کیفیت

پیدا ہوئی ہے۔ تو وہ اسی حالت پر ہوئی ہے۔ جو ہندوستانیوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ اور جس سے احمدی بھی مستثنےٰ نہیں۔ کہ وہ چھوٹے سے چھوٹے کام میں بھی کبھی نظام کے مطالبہ کو پورا نہیں کرسکتے۔

میں نے ہمیشہ سفروں میں دیکھا ہے۔ باوجود اس کے کہ عملہ کے ۷ - ۸ آدمی ساتھ ہوتے ہیں۔ اور معمولی سَو پچاس کے لگ بھگ چیزیں ہوتی ہیں۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ سامان پھینک کر آجاتے ہیں۔ اور جب پوچھا جاتا ہے۔ تو ایک کہتا ہے۔ میں نے سمجھا تھا۔ اس کا دوسرے نے خیال رکھا ہوگا۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ میں نے سمجھا تھا۔ اس کا خیال فلاں نے رکھا ہوگا۔ یہ عجیب نادانی ہے۔ کہ ہر شخص دوسرے کو ذمہ وار قرار دیتا ہے۔ جب تم اتنا کام بھی نہیں کرسکتے۔ تو تم ساری دنیا کو کہاں سنبھال سکو گے۔ مگر اسکی وجہ محض بے توجہی ہے۔ اور پھر میں نے دیکھا ہے۔ جب انہیں نصیحت کی جائے۔ تو وہ ایک دوسری نادانی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اور خیال کرنے لگتے ہیں۔ کہ شاید اپنے نقصان کی وجہ سے انہیں غصہ چڑھا ہوا ہے۔ حالانکہ مجھے غصہ ان کی ذہانت کے فقدان پر آرہا ہوتا ہے۔

ہماری جماعت میں ایک شخص ہوا کرتا تھا۔ اب تو وہ مرگیا ہے۔ اور مرا بھی بُری حالت میں ہے۔ اس نے ایک دفعہ کچھ اور دوستوں سمیت میرے پہرے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ میں خود تو کسی کو پہرہ کے لئے نہیں کہتا۔ لیکن جب کوئی پہرہ کے لئے اپنی خوشی سے آجائے۔ تو اسے روکتا بھی نہیں۔ اس وقت ہم نہر پر گئے ہوئے تھے اور ہمارا خیمہ ایک طرف لگا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ ہم آپ کا پہرہ دیں گے۔

گرمیوں کے دن

تھے۔ مجھے تکان محسوس ہوئی۔ اور میں خیمہ میں جاکر سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں اٹھا۔ تو میں نے گھر والوں سے دریافت کیا۔ کہ خیمہ میں جو میری چھتری ٹنگ رہی تھی۔ وہ کہاں گئی۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم لوگ تو باہر گئے ہوئے تھے۔ اور ابھی واپس آئے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ کون لے گیا۔ خادمہ سے دریافت کیا۔ تو وہ کہنے لگی۔ کہ ایک آدمی خیمہ کے پاس آیا تھا۔ اور اس نے کہا تھا۔ کہ حضرت صاحب کی چھتری دے دو۔ چنانچہ میں نے چھتری اٹھا کر اسے دے دی۔ میں نے جب باہر جاکر دریافت کیا۔ تو ہر ایک شخص نے لاعلمی ظاہر کی۔ کہ ہمیں نہیں معلوم۔ کون خیمہ کے پاس گیا۔ اور چھتری مانگ کر لے گیا۔ غرض کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ کہ وہ کون شخص تھا۔ کوئی چور تھا۔ یا کوئی دشمن تھا۔ جو صرف یہ بتانے کے لئے اندر آیا تھا۔ کہ تمہارے پہروں کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ ایسے شخص کو چھتری لینے سے کیا حاصل ہوسکتا تھا۔ اسکی غرض محض یہ بتانا ہوگی۔ کہ تم اتنے غافل ہو۔ کہ میں تمہارے گھر کے اندر داخل ہوکر ایک چیز اٹھا سکتا ہوں۔ اگر کسی

مصلحت یا اخلاق

کی وجہ سے میں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ میں اندر ضرور داخل ہوگیا ہوں۔ اور تمہاری ایک چیز بھی اٹھا کرلے آیا ہوں۔ مگر تمہیں اسکی خبر تک نہیں ہوئی۔ بہرحال مجھے جب یہ بات معلوم ہوئی۔ تو میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ اور کہا۔ کہ ایسے پہرے کا فائدہ کیا ہے۔ اس پر وہی آدمی جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ کہنے لگا۔ کہ اگر مجھے پتہ لگ جائے۔ کہ آپ نے وہ چھتری کہاں سے خریدی تھی۔ تو میں ویسی ہی چھتری خرید کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔

اب دیکھو۔ یہ کتنی

کمینہ اور ذلیل ذہنیت

تھی اس شخص کی۔ کہ اس نے میری ناراضگی کی حقیقت کو سمجھنے کی تو کوشش نہ کی۔ اور یہ سمجھا۔ کہ میری ناراضگی چھتری کے نقصان کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ میری ناراضگی کی وجہ تو یہ تھی۔ کہ جب تم ایک ذمہ واری کا کام لیتے ہو۔ تو تمہارا فرض ہے کہ اس کام کو پوری تندہی اور خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دو۔ اور اگر تم وہ کام نہیں کرسکتے۔ تو تمہارا اسکی بجا آوری کے لئے ذمہ واری قبول حماقت ہے۔ مگر اس نے سمجھا۔ کہ میری خفگی اسلئے ہے۔ کہ میری چھتری گم ہوگئی ہے۔ اور وہ کہنے لگا۔ کہ اگر مجھے پتہ لگ جائے۔ کہ آپ نے چھتری کہاں سے خریدی تھی۔ تو میں ویسی ہی چھتری خرید کر آپ کو دے دوں۔ اب یہ اتنی کمینہ ذہنیت ہے۔ کہ مجھے اس کا خیال کرکے اب بھی پسینہ آجاتا ہے۔ اور میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ کیا اتنا ذلیل اور کمینہ انسان بھی کوئی ہوسکتا ہے۔ وہ احمدی تھا۔ گو بعد میں عملاً مرتد ہوگیا۔ مگر بہرحال وہ کہلاتا احمدی تھا۔ تو ہندوستانیوں میں یہ

ایک نہایت ہی احمقانہ بات

پائی جاتی ہے۔ کہ وہ کبھی بھی چاروں طرف نگاہ نہیں ڈالیں گے۔ میں اگر مثالیں دوں۔ تو چونکہ بہت سے لوگوں پر زد پڑتی ہے۔ اس لئے فوراً پتہ لگ جائیگا۔ کہ یہ فلاں کی بات ہو رہی ہے۔ اور یہ فلاں کی۔ پس میں مثالیں نہیں دیتا۔ یہ جو مثال میں نے پیش کی ہے۔ یہ بہت ہی پُرانی ہے۔ اور وہ آدمی خاص عملے کا بھی نہ تھا۔ اور اب تو وہ مر بھی چکا ہے۔ اس لئے میں نے یہ مثال دے دی۔ ورنہ میں اس مہینہ کی دس بیس ایسی مثالیں دے سکتا ہوں۔ جو نہایت ہی احمقانہ ہیں۔ اور جن کو میں اگر بیان کروں۔ تو تم میں سے ہر شخص انہیں سُن کر ہنسے گا۔ لیکن جب خود تمہارے سپرد وہی کام کیا جائیگا۔ تو تم بھی وہی حماقت کروگے۔ جو دوسروں نے کی۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ذہانت کی کوئی قیمت نہیں سمجھی جاتی۔ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں طالب علموں کی

ذہانت کی ترقی کے لئے

قطعی طور پر کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ استاد اور پروفیسر محض کتابیں پڑھا دیتے ہیں۔ اور طالب علموں کو الفاظ رٹا دیتے ہیں۔ لیکن خالی لفظوں کو لے کر کسی نے کیا۔ اگر ایک پڑھا لکھا شخص ہو۔ لیکن ذہین نہ ہو۔ تو اس سے بہت زیادہ کام وہ شخص کرسکتا ہے۔ جو گو پڑھا ہوا نہ ہو۔ مگر ذہین ہو۔

کیا ہٹلر جرمنی کا سب سے زیادہ پڑھا ہوا شخص ہے۔ کیا مسولینی اٹلی کا سب سے زیادہ تعلیم یافتہ انسان ہے۔ کیا اتاترک ٹرکی کا سب سے زیادہ عالم تھا۔ کیا لینن رشیا کا سب سے زیادہ پڑھا ہوا شخص تھا۔ یہ سارے ہی اپنی اپنی جگہ معمولی تعلیم حاصل کئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے تھے۔ مسولینی کی تعلیم مڈل تک ہے۔ ہٹلر کی تعلیم انٹرنس جتنی ہے۔ اتاترک گو ایک کالج میں پڑھا۔ مگر وہ نہایت ہی چھوٹے درجہ کا کالج تھا۔ اور اسکی تعلیم بھی انٹرنس جتنی ہے۔ مگر کیا چیز ہے جس نے

ہٹلر۔ مسولینی۔ اتاترک اور لینن

کو اپنے ملکوں کا لیڈر بنا دیا۔ وہ ذہانت ہے جس نے ان لوگوں کو اپنے ملک کا لیڈر بنایا علم نہیں۔ جب علم والے اپنی کتابوں پر نگاہ ڈالے بیٹھے تھے۔ اس وقت یہ لوگ ساری دنیا پر نگاہ ڈالے ہوئے انسانی فطرت کی گہرائیوں کے مطالعہ میں مشغول تھے۔ اور آخر وہاں سے وہ اپنی قوم کی مراد کا وہ موتی لے آئے۔ جس کے لئے وہ بے تابانہ جستجو کر رہے تھے۔

پس ذہانت بالکل اور چیز ہے۔ اور علم اور چیز۔ علم بھی اچھی چیز ہے۔ مگر ذہانت کے بغیر علم کسی کام کا نہیں ہوتا۔

میں نے بتایا ہے۔ کہ میں اس کے متعلق مثالیں نہیں دے سکتا۔ کیونکہ میں اگر مثالیں دوں۔ تو وہ لوگ بالکل ننگے ہو جائیں گے۔ جن کے وہ واقعات ہیں۔ اور سب کو ان کا پتہ لگ جائے۔ اسلئے میں بعض پرانے لوگوں کے قصے یا لطائف بیان کر دیتا ہوں۔ جن سے

ذہانت اور علم کا فرق

ظاہر ہو سکتا ہے۔

کہتے ہیں۔ کوئی بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے ملک کے ایک مشہور جوتشی کو بلایا۔ اور اپنا لڑکا اس کے سپرد کرتے ہوئے کہا۔ کہ اسے علم جوتش سکھا دو۔ چنانچہ وہ اسے لے گیا اور مدت تک سکھاتا رہا۔ جب اس نے تمام علم اسے سکھا دیا۔ تو وہ بادشاہ کے پاس اسے لایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ بادشاہ سلامت میں نے

جوتش کا تمام علم

اسے پڑھا دیا ہے۔ اب آپ چاہیں۔ تو اس کا امتحان لے لیں۔ بادشاہ نے اپنی انگوٹھی کا نگینہ اپنے ہاتھ میں چھپا کر لڑکے سے پوچھا۔ کہ تم علم جوتش سے بتاؤ۔ کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ لڑکے نے حساب لگایا۔ اور کہا۔ چکی کا پاٹ۔ بادشاہ نے اس جوتشی کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ تم نے اسے کیا پڑھایا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ حضور! چکی کا پاٹ بھی پتھر کا ہوتا ہے۔ اور نگینہ بھی پتھر کا ہے۔ پس میرا علم تو صحیح ہے۔ باقی اگر آپ کے لڑکے میں ذہانت نہ ہو اور وہ اتنی بات بھی نہ سمجھ سکے۔ کہ چکی کا پاٹ ہاتھ میں نہیں آسکتا۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میرا علم تو بالکل صحیح ہے۔

اسی طرح میں نے یہ لطیفہ کئی دفعہ سنایا ہے۔ جو در اصل حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا ہوا ہے۔ کہ کوئی لڑکا تھا۔ اسے گاؤں کے بعض بڑے بڑے لوگوں نے کسی دوسرے علاقہ میں

طب پڑھنے کے لئے

بھیجا۔ کیونکہ ان کے ہاں کوئی طبیب نہیں تھا۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ اگر یہ لڑکا طب پڑھ گیا۔ تو ہماری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ اور آئے روز جو ہمیں طبیب کے نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف رہتی ہے۔ یہ رفع ہو جائے گی۔ وہ لڑکا دوسرے علاقہ کے ایک مشہور طبیب کے پاس پہنچا۔ اور کہنے لگا۔ مجھے اپنے علاقہ کے رؤسا نے آپ کے پاس طب پڑھنے کے لئے بھیجا ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں کوئی طبیب نہیں۔ وہ کہنے لگا۔ بڑی اچھی بات ہے۔ اس سے زیادہ نیکی کا کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ طب سے خدمت خلق ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو نفع پہنچتا ہے۔ پس یہ بہت ہی ثواب کا کام ہے۔ تم میرے پاس رہو۔ میں تمہیں تمام طب سکھا دوں گا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس رہنے لگ گیا۔ دوسرے ہی دن وہ کسی مریض کو دیکھنے کے لئے چلے گئے۔ اور انہوں نے اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب مریض کے پاس پہنچے۔ تو وہ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ نبض دیکھی۔ حالات پوچھے۔ اور باتوں باتوں میں کہنے لگے۔ کہ آپ نے کل کہیں چنے تو نہیں کھائے۔ وہ کہنے لگا۔ ہاں کچھ چنے کھائے ہی تھے۔ وہ کہنے لگے۔ آپ کا معدہ کمزور ہے۔ ایسی ثقیل چیز آپ کو ہضم نہیں ہو سکتی۔ پیٹ کا درد اسی وجہ سے ہے۔ آپ ایسی چیزیں نہ کھایا کریں۔ پھر ایک نسخہ اسے لکھ کر دے دیا۔ اور واپس آگئے۔ جب گھر پر پہنچے۔ تو لڑکا کہنے لگا۔ کہ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اب واپس جانا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگے۔ ہیں! اتنی جلدی۔ تم تو طب پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ بس طب میں نے سیکھ لی ہے۔ ذہین آدمی کے لئے تو کوئی دقت ہی نہیں ہوتی۔ وہ کہنے لگے۔ میں نے تو تمہیں ابھی ایک سبق بھی نہیں دیا۔ تم نے طب کہاں سے سیکھ لی۔ وہ کہنے لگا۔ ذہین شخص کو بھلا سبقوں کی کیا ضرورت ہے۔ میں خدا کے فضل سے ذہین ہوں۔ میں نے تمام طب سیکھ لی ہے۔ انہوں نے بہتیرا سمجھایا۔ کہ یہاں رہو۔ اور مجھ سے باقاعدہ طب پڑھو۔ مگر وہ نہ مانا اور واپس آگیا۔ لوگ اسے دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے۔ اور کہنے لگے اتنی جلدی آگئے۔ وہ کہنے لگا۔ ذہین آدمی کے لئے طب سیکھنا کوئی مشکل امر نہیں۔ میں تو جاتے ہی تمام طب سیکھ گیا۔ خیر انہی دنوں کوئی رئیس بیمار ہو گیا۔ اور اس نے اس لڑکے کو علاج کے لئے بلایا۔ یہ گیا نبض دیکھی۔ حالات پوچھے۔ اور پھر کہنے لگا۔ آپ رئیس آدمی ہیں۔ بھلا آپ کو ایسی چیزیں کہاں ہضم ہو سکتی ہیں۔ اچھا بتائیے۔ کیا آپ نے کل گھوڑے کی زین تو نہیں کھائی۔ وہ کہنے لگا۔ کیسی نامعقول باتیں کرتے ہو۔ گھوڑے کی زین بھی کوئی کھایا کرتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ آپ مانیں یا نہ مانیں کھائی آپ نے گھوڑے کی زین ہی ہے۔ نوکروں نے جو دیکھا۔ کہ یہ ہمارے آقا کی ہتک کر رہا ہے۔ تو انہوں نے اسے خوب پیٹا۔ وہ مار کھاتا جائے۔ اور کہتا جائے۔ کہ تشخیص تو میں نے ٹھیک کی ہے۔ اب تم میری بات نہ مانو۔ تو میں کیا کروں۔ آخر انہوں نے پوچھا۔ تیرا اس سے مطلب کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ بات یہ ہے۔ کہ جس طبیب سے میں نے طب سیکھی ہے۔ وہ ایک دن مجھے ساتھ لے کر ایک مریض دیکھنے کے لئے گئے۔ میں ان کی حرکات کو خوب تاڑتا رہا۔ میں نے دیکھا۔ کہ حکیم صاحب نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ اور چند چنے کے دانے جو چارپائی کے نیچے گرے ہوئے تھے۔ وہ اٹھا لئے۔ اور پہلے تو ان دانوں سے کھیلتے رہے۔ پھر مریض سے کہنے لگے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے چنے کھائے ہیں۔ اور اس نے اقرار کیا۔ کہ واقعہ میں میں نے چنے کھائے ہیں۔ میں اس سے فوراً سمجھ گیا۔ کہ جب کسی مریض کو دیکھنے کے لئے جانا پڑے۔ تو جاتے ہی اسکی چارپائی کے نیچے نظر ڈالنی چاہیئے۔ اور جو چیز اسکی چارپائی کے نیچے ہو۔ اس کے متعلق یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کے کھانے سے مریض بیمار ہوا ہے۔ اب میں جو یہاں آیا۔ تو آتے ہی میں نے ان کی چارپائی کے نیچے نظر ڈالی۔ تو مجھے گھوڑے کی زین نظر آئی۔ پس میں سمجھ گیا۔ کہ یہ گھوڑے کی زین کھا کر ہی بیمار ہوئے ہیں۔

اب دیکھو جس چیز کا نام اس نے ذہانت رکھا ہوا تھا۔ وہ ذہانت نہیں تھی۔ بلکہ حماقت اور بے وقوفی تھی۔ اور گو اس مثال پر تم سب ہنس پڑے ہو۔ مگر اس قسم کی بے وقوفیاں تم بھی کرتے رہتے ہو۔ الا ماشاء اللہ جیسے میں نے بتایا ہے۔ سَو میں سے ایک ممکن ہے ذہین ہو۔ لیکن سَو میں سے ننانوے یقیناً ذہانت سے عاری ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی ۳۳ کروڑ آبادی ہے۔ اور سَو میں سے ایک کے ذہین ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس ملک میں صرف ۳۳ لاکھ آدمی ذہین ہیں۔ اب ۳۳ لاکھ بھلا ۳۳ کروڑ کا بوجھ کس طرح اٹھا سکتا ہے۔ گو میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ایک فی صدی کی نسبت بھی نہیں۔ اور اس کا احساس مجھے اسی وقت ہوا ہے۔ کیونکہ جب میں نے ۳۳ کروڑ کا سواں حصہ ۳۳ لاکھ نکالا۔ تو میری سمجھ میں یہ بات آئی۔ کہ یہ اندازہ غلط ہے۔ کیونکہ

ہندوستان میں ہرگز ۳۳ لاکھ ذہین آدمی نہیں ہیں

اگر اتنے ذہین آدمی ہوتے۔ تو اس ملک کی کایا پلٹ جاتی۔ ممکن ہے۔ ہماری جماعت میں جسے ہر وقت علمی باتیں سنائی جاتی ہیں۔ ایک فی صدی کی نسبت سے ذہین آدمیوں کا وجود پایا جاتا ہو۔ لیکن اور جماعتوں میں ایک فی صدی کی نسبت بھی نہیں۔ وہ کبھی بات کو چاروں گوشوں سے نہیں دیکھیں گے۔ اور ہمیشہ غلط نتیجہ پر پہنچیں گے۔

ابھی پچھلے سفر میں جب میں کراچی گیا۔ تو وہاں بغداد سے ہماری جماعت کے ایک دوست میرے پاس آئے۔ اور انہوں نے کھجوروں کا ایک بکس پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ کھجوریں بغداد کی جماعت نے بھجوائی ہیں۔ ہم کراچی میں ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور اس کے دو کمرے کرایہ پر ہم نے لئے ہوئے تھے۔ ایک مردانہ تھا۔ ایک زنانہ۔ میں نے وہ کھجوروں کا بکس اسی جگہ رکھوا دیا۔ جہاں باقی اسباب پڑا تھا۔ اور پھر مجھے اس کا خیال بھی نہ رہا۔ جب ہم بمبئی پہنچے۔ تو میری ہمشیرہ نے کسی موقعہ پر کھانا کھانے کے بعد کہا۔ کہ اس وقت کچھ میٹھے کو جی چاہتا ہے۔ میں چونکہ کھجوروں کا ان سے ذکر کر چکا تھا۔ اسلئے انہوں نے پوچھا۔ کہ وہ کھجوریں کہاں گئیں۔ اس پر مجھے ان کا خیال آیا۔ اور میں نے اپنے ہمراہیوں سے پوچھا۔ کہ وہ کھجوروں کا بکس کہاں گیا۔ جن صاحب سے پوچھا تھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ایک بکس تو ہمارے کمرے میں ضرور تھا۔ مگر چونکہ ہم قادیان سے وہ بکس نہیں لے گئے تھے۔ اس لئے میں نے اور میرے ہمراہی نے وہ بکس اسباب سے الگ کر کے رکھ دیا۔ کہ شاید کسی اور کا ہو۔ میں نے انہیں بتایا۔ کہ یہ بکس بغداد کی جماعت کی طرف سے بطور تحفہ آیا تھا۔ اور میں نے اسباب میں رکھوا دیا تھا۔ جب کمرہ ہمارا تھا۔ اور اسباب بھی ہمارا تھا۔ تو آپ لوگوں کو یہ کیونکر خیال ہوا۔ کہ اسے الگ نکال کر رکھ دیں۔ کسی اور کا ہوگا۔ آخر دوسرے کسی شخص کو یہ خیال کیونکر پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اپنا اسباب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٹھاکر ہمارے کمرہ میں آکر رکھ جائے۔ لوگ تو دوسروں کا اسباب اٹھایا کرتے ہیں۔ اپنا اسباب دوسرے کے گھر میں تو کوئی آکر رکھ کر جاتا نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ ہم نے سمجھا کہ کسی احمدی کا بکس ہوگا۔ میں نے کہا۔ اگر یہ خیال تھا۔ تب بھی اسے ساتھ رکھنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس وقت ہم تو وہ کمرہ خالی کر رہے تھے۔ اور احمدی ہماری وجہ سے ہی وہاں آتے تھے۔ وہاں اسے چھوڑ دینے کے یہ معنی تھے۔ کہ اپنے بھائی کا اسباب ضائع ہونے دیا جائے کیونکہ کمرہ خالی کر دینے کے بعد کون اسکی حفاظت کر سکتا تھا۔ اس صورت میں بھی آپ کا فرض تھا۔ کہ بکس ساتھ رکھ لیتے۔ اور جب ساحل سمندر پر دوست رخصت کرنے کے لئے آتے۔ تو ان سے پوچھتے۔ کہ اگر کسی دوست کا یہ سامان رہ گیا ہو۔ تو وہ لے لیں۔ مگر سب سے مقدم یہ امر تھا۔ کہ مجھ سے پوچھتے۔ کہ یہ زائد سامان کیسا ہے۔ کوئی چیز یہاں سے تو نہیں خریدی۔ اسکو سُنکر وہ دونوں دوست جن کے ذمہ سامان کی حفاظت تھی۔ ہنس پڑے۔ کہ یہ خیال ہی نہیں آیا۔ اب یہ کتنی بڑی سادگی ہے۔ ایک کمرہ کرایہ پر لیا جاتا ہے اس میں اپنا تمام اسباب رکھا جاتا ہے۔ مگر روانگی کے وقت ایک بکس اسی جگہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور سالارِ کارواں سے پوچھا تک نہیں جاتا۔ کہ یہ صندوق بھی ہمارا ہی ہے یا کسی اور کا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا۔ کہ میں نے خود کوئی وہاں سے سودا منگوایا ہو۔ اور اسے اس صندوق میں بند کر دیا گیا ہو۔ مگر محض اسلیئے اسے چھوڑ دیا گیا۔ کہ قادیان سے چلتے وقت ہم اس صندوق کو اپنے ہمراہ نہیں لائے تھے۔ اور یہ خیال ہی نہیں آیا۔ کہ دریافت تو کر لیا جائے یہ صندوق ہے کس کا۔

اگر وہ ذہانت سے کام لیتے۔ تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس صندوق کو بھی اٹھاتے اور مجھ سے پوچھتے۔ کہ یہ کس کا ہے۔ جب وہ میرے کمرہ میں پڑا ہؤا تھا۔ تو بہرحال میرا ہی ہو سکتا تھا۔ اگر دو مسافروں کا وہاں سامان ہوتا۔ تب تو شُبہ ہو سکتا تھا۔ کہ یہ سامان شاید میرا ہے۔ یا اس کا۔ مگر جب ان کمروں میں ہم ہی ہم تھے۔ تو کسی کی عقل ماری ہوئی تھی۔ کہ وہ اپنا اسباب اٹھا کر ہمارے کمرہ میں رکھ دے۔ یا گھر سے ٹرنک لاکر ہمارے ٹرنکوں میں ملا دے۔ پھر وہ کہنے لگے۔ ہم نے سمجھا۔ شاید یہ جماعت والوں کا اسباب ہے۔ حالانکہ اول تو ہم ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور وہاں جماعت کا سامان کسی طرح نہیں آسکتا تھا۔ لیکن اگر بالفرض ان کے نزدیک یہ کسی جماعت کے دوست کا ہی صندوق تھا۔ تو بہرحال انہیں یہ تو سمجھنا چاہیئے تھا۔ کہ اب ہم نے دوبارہ اس ہوٹل کے کمرہ میں نہیں آنا۔ پس انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس صورت میں بھی اس صندوق کو اٹھاتے۔ اور جہاز تک لاکر دریافت کرتے۔ کہ یہ کس احمدی کا صندوق ہے۔ اس طرح بات بھی کھل جاتی۔ اور چیز بھی ضائع نہ ہوتی۔ کیونکہ اگر بالفرض وہ کسی احمدی بھائی کا سامان ہوتا۔ تو بھی اسکی حفاظت ہمارے ذمہ تھی۔ کیونکہ وہ ہمارے کمرہ میں تھا۔ اور انہیں چاہیئے تھا۔ کہ دونوں صورتوں میں وہ اسباب اٹھاتے۔ اور ساتھ لے جاتے۔ مگر جب میں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ تو کہنے لگے خیال ہی نہیں آیا۔ اور یہی جواب ہے۔ جو ہر ہندوستانی غلطی کے موقعہ پر دیا کرتا ہے۔ اور جب اس سے بھی زیادہ ناراضگی کا اظہار کیا جائے۔ تو

دوسرا قدم

وہ یہ اٹھاتا ہے۔ کہ کہہ دیتا ہے۔ غلطی ہو گئی معاف کر دیجئے۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ خدام الاحمدیہ اپنے کام میں اس امر کو بھی مدنظر رکھیں۔ اور

نوجوانوں کے ذہنوں کو تیز کریں

ہم نے بچپن میں جو سب سے پہلی انجمن بنائی تھی۔ اس کا نام تشحیذ الاذہان تھا۔ یعنی ذہنوں کو تیز کرنے کی انجمن۔ اس کے نام کا تصوّر کر کے بھی میرا ایمان تازہ ہو جاتا۔ اور میرا دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔ کہ انبیاء کے ذہن کیسے تیز ہوتے ہیں۔ اور کس طرح وہ معمولی باتوں میں بڑے بڑے اہم نقائص کی اصلاح کی طرف توجہ دلا دیتے ہیں۔ کہ آج ایک وسیع تجربہ کے بعد جو بات مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔ اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت سادگی کے ساتھ صرف دو لفظوں میں توجہ دلا دی تھی۔ کیونکہ جب ہم نے ایک انجمن بنانے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اس کا کوئی نام تجویز فرمائیں۔ تو آپ نے اس انجمن کا نام

"تشحیذ الاذہان"

تجویز فرمایا۔ یعنی ذہنوں کو تیز کرنا۔ رسالہ "تشحیذ الاذہان" بعد میں اسی وجہ سے اس نام پر جاری ہؤا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجمن کا نام "تشحیذ الاذہان" رکھا تھا۔ اور چونکہ اسی انجمن نے یہ رسالہ جاری کیا۔ اس لئے اس کا نام بھی تشحیذ الاذہان رکھ دیا گیا۔

پس ہماری انجمن کا نام ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشحیذ الاذہان رکھا تھا۔ یعنی وہ انجمن جس کے ممبران کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ذہنوں کو تیز کریں۔ اور درحقیقت بچپن میں ہی ذہن تیز ہو سکتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس لحاظ سے

بہت بڑی ذمہ واری استادوں پر

عائد ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ہم اپنے بچوں کے بہت سے اوقات کتابوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اور وہ حقیقی فائدہ جس سے قوم ترقی کرتی ہے۔ اس کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہماری کھیلیں، اس رنگ کی ہوں۔ جن سے ہمارے ذہن تیز ہوں۔ ہماری تعلیم اس رنگ کی ہو۔ جس سے ہمارے ذہن تیز ہوں۔ ہماری انجمنوں کے کام اس رنگ کے ہوں۔ جن سے ہمارے ذہن تیز ہوں۔ اور یہ چیز علم سے بھی مقدم ہونی چاہیئے۔ کیونکہ تھوڑے علم سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ لیکن ذہن کے کُند ہونے کی وجہ سے خواہ انسان کے پاس کتنا بڑا علم ہو۔ نجات سے محروم رہ جاتا ہے۔

ہم یورپین قوموں کو دیکھتے ہیں۔ ایک لمبے تجربہ کی وجہ سے ان میں ذہانت کا نہایت بلند معیار قائم ہے۔ حالانکہ وہ شراب نوش قومیں ہیں۔ اور وہ سؤر کھاتی ہیں۔ مگر باوجود شراب نوشی اور مُردار خوار ہونے کے ان کے ذہن نہایت تیز ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک وسیع تجربہ نے ان کے دماغوں میں نہایت صفائی پیدا کر دی ہے۔ پچھلے دنوں جب

جنگ کا خطرہ

پیدا ہؤا۔ تو انگریز مدبّرین نے ہر طرح کی کوشش کر کے اس جنگ کو روکا۔ مگر جیسا کہ بعد میں معلوم ہؤا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ وہ لڑائی میں کودنا پسند نہیں کرتے تھے۔ یا بُزدلی اسکی محرک تھی۔ بلکہ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ انہوں نے اپنے سارے ملک کے انتظام پر نگاہ ڈالی۔ اور انہوں نے محسوس کیا۔ کہ ابھی ہمارے اندر کئی قسم کی خامیاں ہیں۔ اور اگر ہم اس وقت لڑ پڑے۔ تو ہماری شکست کا خطرہ ہے۔ پس وہ بُزدلی یا بے غیرتی کی وجہ سے پیچھے نہیں ہٹے۔ جیسا کہ غلطی سے سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ انہوں نے جب اپنے انتظام پر نگاہ دوڑائی۔ تو انہیں اپنے انتظام میں بعض نقائص اور خلل نظر آئے۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ اس وقت لڑنا ٹھیک نہیں بے شک ان کے پاس جنگ کا سامان بھی کم تھا۔ مگر جیسا کہ بعض مدبرین نے کہا ہے۔ اگر جنگ میں وہ کود پڑتے۔ تو وقت پر تمام سامان مہیا کیا جا سکتا تھا۔ مگر انہوں نے سمجھا۔ کہ اگر ہم نے تمام سامان مہیا بھی کر لیا۔ تب بھی ہمارا نظام ابھی ایسا مکمل نہیں۔ کہ ہم اس سامان سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

پس انہوں نے دانائی سے کام لے کر جنگ کے خطرہ کو دُور کر دیا۔ لیکن اگر کوئی ایشیائی ہوتا۔ تو وہ ایسے موقعہ پر سوائے اس کے اور کچھ نہ کہتا۔ کہ غیرت۔ غیرت۔ کود پڑو۔ اور مر جاؤ۔ حالانکہ قوم کا صرف مر جانا ہی کام نہیں ہوتا۔ بلکہ فتح پانا بھی کام ہوتا ہے۔ تو

ہمارے نوجوانوں کو ذہین بننا چاہیئے۔

اور ان کی نظر وسیع ہونی چاہیئے۔ وہ جب بھی کوئی کام کریں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اس کے سارے پہلوؤں کو سوچ لیں۔ اور کوئی بات بھی ایسی نہ رہے۔ جس کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی ہو۔ یہی نقص ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے دیکھا ہے۔ کہ روحانیات میں بھی ہمارے آدمی بعض دفعہ فیل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شکایت کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر ہمیں خدا تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں ہوتی۔ حالانکہ میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ صرف نمازیں پڑھنے سے

خدا تعالےٰ کی محبت

دل میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کا قُرب انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ حقیقی دین تو ایک مکمل عمارت کا نام ہے۔ مگر تمہاری حالت یہ ہے۔ کہ تم مکمل عمارت کا فائدہ صرف ایک دیوار سے حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تم خود ہی بتاؤ۔ اگر کسی قلعہ کی تین دیواریں توڑ دی جائیں۔ اور صرف ایک دیوار باقی رہنے دی جائے۔ تو کیا اس ایک دیوار کی وجہ سے اس قلعہ کے اندر رہنے والا محفوظ رہ سکتا ہے۔ یقیناً جب تک اسکی

چاروں دیواریں مکمل

نہیں ہونگی۔ اس وقت تک اس قلعہ کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قُرب محض نمازوں کی وجہ سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اور جس قدر احکام اسلام ہیں۔ ان سب پر عمل کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اگر تم نمازیں تو پڑھتے ہو۔ لیکن تم میں جھوٹ کی عادت ہے۔ یا نمازیں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑھتے ہو۔ مگر روزے نہیں رکھتے۔ یا روزے تو رکھتے ہو۔ مگر زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یا زکوٰۃ تو دیتے ہو۔ مگر مالدار ہونے کے باوجود اور سفر کی سہولت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے۔ یا تم نمازیں بھی پڑھتے ہو۔ روزے بھی رکھتے ہو۔ حج بھی کرتے ہو۔ مگر کسی غریب کا مال ظالمانہ طور پر کھا جاتے ہو۔ تو تمہارا یہ امید کرنا کہ تمہاری نمازیں تمہارے روزے اور تمہارا حج تمہیں فائدہ دے۔ نادانی ہے۔ کیونکہ تم اپنی روحانی عمارت کو چاروں گوشوں سے مکمل نہیں کرتے۔ تم اگر ایک طرف پچاس فٹ چوڑی دیوار بھی کھڑی کر دیتے ہو۔ تو وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ لیکن اگر تم چار انچ کی دیوار چاروں طرف بنا کر اس پر چھت ڈال لو۔ تو وہ عمارت تمہیں سردی گرمی سے محفوظ رکھ سکتی۔ اور خطرات سے بچا سکتی ہے۔ بلکہ چار انچ موٹی دیوار کیا۔ اگر تم سرکنڈے لے کر ان کا ایک جھونپڑا بنا لو۔ یا بانس کی تیلیوں سے ایک جھونپڑی بنا لو۔ تو گو وہ مضبوط نہیں ہو گی۔ مگر تم اس میں امن سے رہ سکو گے۔ تم سو فٹ چوڑی صرف ایک دیوار کھڑی کر کے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تم آدھ انچ کی سرکنڈے کی دیواریں چاروں طرف کھڑی کر دو۔ جیسا کہ عام طور پر بیٹ کے علاقہ میں زمیندار لوگ بناتے ہیں۔ تو تم اس سے وہ تمام فائدے اٹھا لو گے۔ جو ایک مکمل عمارت سے اٹھائے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ تم اس جھونپڑی میں وہ تمام شرائط پوری کر دو گے۔ جو ایک مکان کی تعمیر کے لئے ضروری ہیں۔ تم اس میں رات کو سو بھی سکو گے۔ تم سردی سے بھی بچ سکو گے تم بارش سے بھی محفوظ رہو گے۔ اور چوروں سے بھی بچ رہو گے۔ کیونکہ چور آخر ان سرکنڈوں کو توڑ کر داخل ہو گا۔ اور جب وہ اندر داخل ہونے کے لئے سرکنڈے توڑے گا۔ تو تمہاری آنکھ کھل سکتی اور تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ اسی طرح تم اس جھونپڑی میں بیٹھ کر پردہ قائم رکھ سکتے ہو۔ اور اگر میاں بیوی اندر بیٹھے اختلاط کر رہے ہوں۔ تو کوئی ان پر نظر نہیں ڈال سکتا۔ لیکن اسکی بجائے اگر تم سو فٹ چوڑی دیوار ایک طرف کھڑی کر دو۔ اور باقی اطراف کو خالی رہنے دو۔ تو تمہیں ان فوائد میں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر تم نمازیں پڑھتے ہو۔ اور اس قدر تہجد اور احتیاط کے ساتھ پڑھتے ہو۔ کہ ایک نماز کا بھی ناغہ نہیں ہونے دیتے۔ لیکن تم روزوں میں سست ہو۔ یا اگر تم روزوں میں تو اس قدر چست ہو۔ کہ سال میں سے چھ مہینے روزے رکھتے ہو۔ مگر زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یا زکوٰۃ میں تو چست ہو۔ مگر صدقہ و خیرات دینے میں سست ہو۔ یا صدقہ و خیرات دینے میں تو اس قدر چست ہو۔ کہ اپنا سارا مال

خدا تعالےٰ کی راہ میں

غریبوں اور مسکینوں کو دے دیتے ہو۔ لیکن جھوٹ بول لیتے ہو۔ تو تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو صرف ایک طرف دیوار کھڑی کر کے اس سے پورے مکان کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اگر تم تھوڑا سا مال صدقہ و خیرات کر دیتے ہو۔ اور زیادہ صدقہ نہیں کرتے۔ نمازیں صرف پانچ وقت کی پڑھتے ہو۔ نوافل اور تہجد ادا نہیں کرتے۔ رمضان کے صرف تیس روزے رکھتے ہو۔ لیکن نفلی روزوں کے رکھنے کا خیال نہیں کرتے۔ صدقہ و خیرات میں بھی کچھ ایسے دلیر نہیں۔ لیکن تھوڑا بہت دے دیتے ہو۔ یا کم سے کم اگر زکوٰۃ تم پر فرض ہو۔ تو تم اسکی ادائیگی میں تساہل سے کام نہیں لیتے۔ تو تم یقیناً اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرو گے کیونکہ گو تم نے محل تیار نہیں کیا۔ مگر تم نے سرکنڈوں کی دیواریں بنا کر ایک چھت ڈال لی ہے۔ اور اس وجہ سے تم اس بات کے مستحق ہو گئے ہو۔ کہ تم مکان کا فائدہ حاصل کر لو۔ یہی وہ چیز ہے۔ جس کو ذہانت کہتے ہیں۔ یعنی اپنے علم کو ایسے طرز پر کام میں لانا۔ اور اس سے فائدہ اٹھانا۔ کہ

انسان کی چاروں طرف نگاہ رہے

اور کوئی گوشہ اسکی نگاہ سے پوشیدہ نہ رہے۔ اسی ذہانت کا یہ کرشمہ ہے۔ کہ جب کسی ذہین آدمی سے بات کی جائے۔ تو وہ فوراً سمجھ جاتا ہے۔ کہ یہ بات مجھ سے کیوں کہی جا رہی ہے۔ کہنے والے کا مقصد کیا ہے۔ کن حالات میں یہ مجھ سے بات کر رہا ہے۔ اس میں کہنے والے کا فائدہ کیا ہے۔ اور میرا اس میں کوئی فائدہ ہے یا نقصان۔ اور کیوں میرے ساتھ بات کی جا رہی ہے۔ اس کا کیا مقصد اور کیا مدعا ہے۔ مگر دوسرا آدمی بے وقوفی کر کے کچھ کا کچھ نتیجہ نکال لیتا ہے۔ پس ذہین وہ شخص ہے۔ جو چاروں گوشوں پر نگاہ رکھے۔ مگر وہ جو

صرف علم کی حد تک محدود

رہتا ہے۔ اور بات کی تہہ تک نہیں پہنچتا۔ اسے ہم ذہین نہیں کہہ سکتے۔ جیسا کہ میں نے اپنے بعض سفروں کا حال بیان کیا ہے۔ اب اگر میرے ساتھ سفر کرنے والے ذہین ہوتے۔ تو وہ کہتے۔ کہ ہمیں کوئی ایسا پہلو اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ جو بعد میں کسی خفت اور بدنامی کا موجب ہو۔ اور انہیں سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ جب سفروں میں چیزوں کے گم ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ تو وہ ایسا طریق اختیار کریں۔ جس سے کسی قسم کی غلطی نہ ہو۔

انگریزوں نے اسی ذہانت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

ریکارڈ اور سٹیٹسٹکس کا طریق

ایجاد کیا ہے۔ اگر ریکارڈ نہ ہو۔ تو گذشتہ امور سے فائدہ اٹھانے میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ اب سب دنیا میں دفتر موجود تھے۔ رجسٹر موجود تھے۔ خطوط موجود تھے۔ کاغذات موجود تھے۔ مگر ریکارڈ اور سٹیٹسٹکس نہ رکھے جاتے تھے۔ انگریزوں نے جب ان چیزوں کو دیکھا۔ تو انہوں نے ذہنی طور پر فیصلہ کیا۔ کہ اپنے کاموں سے تجارب حاصل کرنے کے لئے کوئی طریق ایجاد کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ریکارڈ رکھنے اور سٹیٹسٹکس کا طریق ایجاد کیا۔ گویا علم موجود تھا۔ مگر لوگ ذہانت سے کام نہ لینے کی وجہ سے اسکی

حفاظت سے غافل

تھے۔ انگریزوں نے اسی علم کو ذہانت سے کام لیتے ہوئے اپنے تجربوں سے فائدہ اٹھانے کا ایک ذریعہ نکال لیا۔ اسی طرح روزانہ ہمارے مشاہدہ میں بات آتی ہے۔ کہ دو شخص ہیں۔ دونوں کے پاس کتابیں ہیں۔ مگر ایک نے ان کتابوں کا انڈیکس بنایا ہوا ہوتا ہے۔ اور دوسرے نے انڈیکس نہیں بنایا ہوتا۔ اب وہ جس نے انڈیکس بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنی ذہانت کی وجہ سے زیادہ فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ مگر دوسرا عدم ذہانت کی وجہ سے باوجود اس کے کہ علم اس کے پاس بھی موجود ہے۔ اس طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جس طرح ذہین شخص اٹھاتا ہے۔ تو

نوجوانوں کو ذہین بنانے کی کوشش

کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے۔ کوئی کہے کہ ہم انہیں ذہین کس طرح بنا سکتے ہیں۔ کئی ہیں۔ جو سخت کند ذہن ہوتے ہیں۔ اور انہیں ہزار بار بھی کوئی بات سمجھائی جائے۔ تو وہ ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ پھر سب کو ہم کس طرح ذہین بنا سکتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ گو انسانی طاقتیں محدود ہیں۔ مگر جس قسم کی قوتیں اللہ تعالےٰ نے انسانی دماغ میں رکھی ہوئی ہیں۔ وہ ایسی ہیں۔ کہ محنت اور دباؤ سے وہ تیز ہو جاتی ہیں۔ اور عقل اور فطانت کی جنس تھوڑی بہت اللہ تعالےٰ نے ہر دماغ میں رکھی ہوئی ہے۔ سوائے اس کے جو پاگل ہو۔ اور ایسا شخص ہزاروں میں سے کوئی ایک ہوتا ہے۔ باقی جس قدر اوسط دماغ رکھنے والے انسان ہیں۔ ان کے اندر ہر قسم کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ وہ ذہانت بھی رکھتے ہیں۔ وہ فطانت بھی رکھتے ہیں۔ وہ عقل بھی رکھتے ہیں۔ وہ فکر بھی رکھتے ہیں۔ وہ علم بھی رکھتے ہیں۔ وہ شعور بھی رکھتے ہیں۔ وہ احساس بھی رکھتے ہیں۔ اور جب کوئی شخص ان قوتوں کو ترقی دینا چاہے۔ تو وہ ترقی دے سکتا ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ وہ انتہا درجہ کا فطین نہ بنے۔ وہ انتہا درجہ کا ذکی نہ بنے۔ وہ انتہا درجہ کا ذہین نہ بنے۔ وہ انتہا درجہ کا حساس نہ بنے۔ وہ انتہا درجہ کا باشعور نہ بنے۔ وہ انتہا درجہ کا فقیہہ نہ بنے۔ وہ انتہا درجہ کا مفکر نہ بنے مگر وہ ایک اوسط درجہ کا فطین۔ ایک اوسط درجہ ذہین اور ایک اوسط درجہ کا مفکر اور فقیہہ بن سکتا ہے۔ اگر کوشش کرے۔

پس خدام الاحمدیہ کا کام اس طرز پر ہونا چاہیئے۔ کہ نوجوانوں میں ذہانت پیدا ہو۔ ممکن ہے وہ کہیں۔ ہمیں یہ باتیں نہیں آتیں۔ اور ہم سمجھ نہیں سکتے۔ کہ کس طرح اس کام کو چلائیں۔ سو وہ میرے پاس آئیں۔ اور مجھ سے مشورہ لیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ تمام باتیں آتی ہیں۔ میں انہیں باتیں بتاؤں گا۔ آگے عمل کرنا ان کا کام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر وہ میری باتوں پر عمل کریں۔ تو

نوجوانوں میں بہت جلد ذہانت پیدا ہو سکتی ہے

ذہانت دراصل نتیجہ ہے کامل توجہ کا۔ اگر ہم کامل توجہ کی عادت ڈال لیں۔ تو لازماً ہمارے اندر ذہانت پیدا ہو گی۔ اور یہ ذہانت پھر ایک مقام پر ٹھہر نہیں جاتی۔ بلکہ ترقی کرتی رہتی ہے۔ میں نے اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے خدام الاحمدیہ کے کارکنان کو نصیحت کی ہے۔ کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے فرائض کی بجا آوری میں غفلت سے کام لیتا ہے۔ تو اسے سزا دو۔ کیونکہ توجہ پیدا کرنے کے مختلف سامانوں میں سے ایک سامان ڈر بھی ہے۔ یعنی انسان کو یہ خیال ہو۔ کہ اگر میں ناکام رہا۔ تو مجھے سزا ملے گی۔ یورپین لوگوں میں ذہانت کی ترقی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ مجرم کو سزا دینے میں سخت سنگدل ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے۔ کہ جب کسی سے کوئی قصور سرزد ہو۔ اور اسے سزا دی جائے۔ تو وہ

اپنے قصور کے ازالہ کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف اتنا کافی سمجھتا ہے۔ کہ پیسے کے دسویں حصہ کا کاغذ لیا۔ اور پیسے کی بیسویں حصہ کی سیاہی اور لکھ دیا۔ حضور میری توبہ۔ میرا قصور معاف فرمائیں۔ آپ سے زیادہ رحیم بھلا کون ہو سکتا ہے۔ آپ رحیم کریم اللہ کے نمائندے ہیں۔ اور اگر چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اسے جواب نہ دیا جائے۔ کہ اچھا تمہیں معاف کر دیا گیا ہے۔ تو تمام معززین کی چٹھیوں پر چٹھیاں آنی شروع ہو جائیں گی۔ کہ فلاں شخص بڑا پشیمان ہے۔ وہ اب توبہ کرتا ہے۔ اسے معاف کیا جائے تم اس قسم کا تمسخر کسی زندہ قوم میں نہیں دیکھ سکتے۔ تم چلے جاؤ انگلستان میں۔ تم چلے جاؤ جرمنی میں۔ تم چلے جاؤ امریکہ میں۔ تم چلے جاؤ اٹلی میں۔ تم چلے جاؤ فرانس میں۔ تم کسی ایک جگہ بھی ایسا تمسخر ہوتے نہیں دیکھو گے۔ تم سو میں سے ایک احمق بھی ایسا نہیں دیکھو گے۔ جو قصور کے بعد کاغذ اور قلم دوات لے کر بیٹھ جائے۔ اور معافی کی درخواست لکھنا شروع کر دے۔ اور تم کوئی ایسا احمق نہیں دیکھو گے۔ جو ایسے شخص کی سفارش کرے۔ مگر ہمارے ہندوستان میں یہ عام بات ہے۔ اور یہ مرض اس قدر بڑھا ہوا ہے۔ کہ اس کے نتیجہ میں عجیب عجیب نظارے بعض دفعہ دیکھنے میں آئے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک امر کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہے۔ جب تشحیذ الاذہان کی انجمن قائم ہوئی۔ تو اس وقت ہم میں سے

ایک شخص سے ایک غلطی ہوئی

اس نے بعد میں توبہ بھی کی۔ قربانی بھی کی۔ اور نقصان بھی اٹھایا۔ مگر اس وقت اس سے غلطی ہو گئی۔ اس شخص کے اخلاص کا تم اس سے اندازہ کر لو۔ کہ وہ ایک معقول تنخواہ چھوڑ کر یہاں صرف دس روپیہ ماہوار پر ہماری انجمن میں ملازم ہو گیا تھا۔ یہ شخص ہماری انجمن کے ابتدائی ممبروں سے تھا۔ ضمناً میں یہ بتا دیتا ہوں۔ کہ جس وقت میں نے یہ انجمن قائم کی تھی۔ اس وقت ہم صرف سات لڑکوں نے اسے اپنے خرچ پر جاری کیا تھا۔ اس وقت تحریک جدید کے ایک سو چالیس لڑکے ہیں۔ مگر وہ ان سات جیسا کام کر کے بھی نہیں دکھا سکے۔ ہم کل سات لڑکے تھے۔ مگر ہم نے دس روپیہ ماہوار کا ایک نوکر بھی رکھا ہوا تھا۔ ہماری مالی حالت اس وقت جو کچھ تھی۔ اس کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تین روپیہ ماہوار وظیفہ ملا کرتا تھا۔ جو قلم دوات۔ کاغذ اور دوسری ضروریات پر میں خرچ کیا کرتا۔ مگر ان تین روپوں میں سے بھی میں ایک روپیہ ماہوار اس انجمن پر خرچ کرتا تھا۔ اسی طرح باقی لڑکوں کا حال تھا۔ اسی سرمایہ سے آہستہ آہستہ ہم نے رسالہ جاری کیا۔ اور چونکہ رسالہ پر ہم خود محنت کیا کرتے تھے۔ اس لئے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اچھا سرمایہ جمع ہو گیا۔ اور ہمارا کام عمدگی سے چلنے لگا۔ اور ہم نے کام کی سہولت کے لئے دس روپیہ ماہوار پر ایک آدمی رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس دوست نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کر دیا۔ وہ آدمی بہت نیک تھا۔ غریبوں کی مدد کیا کرتا۔ رفاہ عام کے کاموں میں حصہ لیتا اور نماز روزہ کا بھی پابند تھا۔ مگر بعض دفعہ آدمی سے کوئی کوتاہی ہو ہی جاتی ہے۔ اس سے بھی ایک دفعہ یہ کوتاہی ہوئی۔ کہ انجمن کا کچھ روپیہ اس نے اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کر لیا۔ اور خیال کر لیا۔ کہ اگلی تنخواہوں سے آہستہ آہستہ ادا کر دوں گا۔ اس امر کا جب ہمیں علم ہوا۔ تو یہ معاملہ ہماری کمیٹی میں پیش ہوا۔ اس وقت ہم میں سے کچھ کالج کے سٹوڈنٹس بھی تھے۔ کیونکہ ہم سات لڑکوں میں سے کچھ انٹرنس پاس کر کے جلدی ہی کالج میں داخل ہو گئے تھے۔ جب یہ معاملہ ہماری کمیٹی میں پیش ہوا۔ تو جو کالج کے سٹوڈنٹس تھے۔ انہوں نے اس امر پر زور دینا شروع کیا۔ کہ اس شخص کو سزا دینی چاہیئے۔ کیونکہ اس نے بد دیانتی کی ہے۔ اور اسے بد دیانتی کے جرم میں علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ میں نے اس کے مقابلہ میں کہا۔ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اس شخص سے قانونی بد دیانتی ضرور ہوئی ہے۔ لیکن فیصلہ کرتے وقت ہمیں یہ بھی غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس شخص کا ماحول کیا ہے۔ اور آیا اس سے جو بد دیانتی سرزد ہوئی ہے۔ یہ ناسمجھی کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے۔ یا شرارت کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ یہ بد دیانتی اس نے شرارت کے طور پر کی۔ اور انجمن کو نقصان پہنچانے کے لئے کی ہے۔ تو اسے واقعہ میں سخت سزا ملنی چاہیئے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو۔ کہ اس نے شرارتاً ایسا نہیں کیا۔ محض غفلت کی وجہ سے اس نے ایسا کیا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کچھ روپیہ خرچ کر لیا ہے۔ کہ اگلی تنخواہ میں سے دے دوں گا۔ تو گو بد دیانتی یہ بھی ہے۔ مگر یہ شرارت والی بد دیانتی سے مختلف ہے۔ اور ہمیں سزا میں نرمی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ میں نے کہا۔ اس شخص نے ہماری خاطر ایک اچھی نوکری چھوڑی۔ اور یقیناً وہ نوکری جو ہماری ہے۔ یہ اسکی پہلی نوکری کا قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ پس جب اسکی ہماری خاطر قربانی ثابت ہے۔ تو گو اس کا فعل بد دیانتی ہی قرار دیا جائے۔ مگر یقیناً وہ اس حد تک نہیں۔ جس حد تک شرارتی بد دیانتی ہوتی ہے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک دوست یہ تمام تقریریں سنتے رہے۔ اور خاموشی سے بیٹھے رہے۔ اور انہوں نے اس میں کوئی دخل نہ دیا۔ مگر جب بحث لمبی ہو گئی۔ تو وہ جوش سے کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آپ لوگ کیا بے وقوفی کی باتیں کر رہے ہیں۔ نہ کالج والوں کی بات میری سمجھ میں آتی ہے۔ اور نہ (میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) ان کی۔ یہ دونوں کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے بد دیانتی کی۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ ایک فریق کہتا ہے۔ اس نے شرارت والی بد دیانتی کی۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ یہ نادانی کی بد دیانتی ہے۔ ایک کہتا ہے۔ سزا زیادہ دینی چاہیئے۔ اور دوسرا کہتا ہے سزا نرم دینی چاہیئے۔ مگر دونوں اسکو بد دیانت قرار دیتے اور اس کے فعل کو قابل سزا قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ بات دونوں کی غلط ہے۔ اور خواہ مخواہ اس مجلس میں بلا کر ہمارا وقت ضائع کیا گیا ہے۔ آپ لوگ مجھے یہ بتائیں۔ کہ یہ جو

مجلس تشحیذ الاذہان کا روپیہ

ہے۔ یہ آپ کا ہے یا خدا کا۔ ہم نے کہا۔ خدا کا۔ ہم نے کہا۔ خدا کا۔ وہ کہنے لگے۔ جب خدا کا ہے۔ تو اگر خدا کے بندے نے کچھ روپیہ لے لیا۔ تو تم ہو کون۔ جو اسے بد دیانت اور خائن قرار دو۔ ہم نے اس پر انہیں بہتیرا سمجھایا۔ اور دلیلیں دیں۔ کہ آپ کی یہ بات درست نہیں۔ مگر وہ یہی کہتے چلے گئے۔ کہ

مال بھی خدا کا اور بندہ بھی خدا کا

میری سمجھ میں تو اور کوئی بات آتی ہی نہیں۔ ہم نے کہا۔ اس کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ دینی خزانہ میں سے جو روپیہ کسی کے ہاتھ آئے۔ وہ اٹھا کر چلتا بنے۔ مثلاً صدر انجمن احمدیہ میں مال آتا ہے۔ تو محاسب صاحب سیف اٹھا کر گھر لے جائیں اور کہیں خدا کا مال اور خدا کا بندہ۔ جب مال خدا کا ہے۔ تو میرا اسے اپنے نفس پر خرچ کرنا کہاں گناہ ہوا۔ اور جب ہم انہیں پکڑیں۔ تو وہ کہیں اچھا بتاؤ۔ تم نے خدا کی خاطر مال دیا تھا یا نہیں۔ اور جب ہم کہیں۔ کہ ہاں دیا تھا۔ تو وہ کہیں۔ کہ بس پھر میں بھی اس کا بندہ ہوں۔ اور خدا کا بندہ خدا کا مال لے جا رہا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ اگر کوئی لے جاتا ہے۔ تو لے جائے۔ ہمیں اس میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ ہم نے انہیں بہت ہی سمجھایا۔ مگر یہ مسئلہ کچھ اس طرح ان کے دماغ میں مرکوز تھا۔ کہ آخر تک ہماری بات ان کی سمجھ میں نہ آئی۔ کیونکہ وہ ایسے معاملات میں سزا کے قائل ہی نہ تھے۔ اس واقعہ سے تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ ایسے معاملات میں ہماری ذہنیتیں کس قسم کی ہو رہی ہیں۔ حالانکہ حق یہ ہے۔ کہ سزا ذہن کو تیز کرتی ہے۔ اور جس طرح دنیوی انتظامات میں سزا دینا ضروری ہے۔ اور اس سے قوم میں ایسا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ لوگ غلطی سے حتی الوسع بچنے لگ جاتے ہیں۔ اور ذہن تیز ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں عام طور پر یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ

سزا دینا ایک ظلم ہے

اور جن لوگوں سے غلطی ہوتی ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ اعزازی کارکن ہوں۔ وہ اور ان کے دوست خیال کرتے ہیں۔ کہ ایسے موقعہ پر صرف اظہار ندامت کافی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسے کاموں میں اپنے دماغوں کو پوری طرح نہیں لڑاتے۔ اور آہستہ آہستہ قوم کے ذہن کند ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اگر وہ ان کاموں میں سزا کو ضروری قرار دیتے۔ تو ضرور احتیاط سے کام کرنے کے عادی ہو جاتے۔ اور ذہن تیز ہوتے جاتے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ جب کسی سے غلطی ہو۔ اور اسے سزا دینے کی تجویز ہو۔ تو بڑے بڑے لوگ فوراً اسکی سفارشیں لے کر میرے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ کون رحیم ہے۔ مگر وہ بھی ایسے موقعہ پر سزا دیتا ہے۔ ذرا غور تو کرو۔ اگر یہ اصول درست ہو۔ اور قیامت کے دن بھی ایسا ہی ہو۔ تو قرآن کریم میں جو کچھ آخرت کے متعلق آیا ہے۔ وہ کس طرح مضحکہ انگیز طور پر ایک تماشا بن جائے۔ مثلاً اگر فرعون کو سزا ملنے لگے۔ اور حضرت موسیٰ کے ساتھی کھڑے ہو کر کہیں۔ کہ حضور اس سے غلطی ہو گئی ہے۔ اب یہ معافی طلب کرتا ہے۔ اسے اب معاف کر دیا جائے۔ تو کیا خدا تعالےٰ اسے معاف کر دے گا۔ اور کیا اس قسم کی معافی اس روحانیت کی تکمیل کا موجب ہو گی۔ جو اللہ تعالےٰ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یا مثلاً جب ابو جہل کو سزا ملنے لگے۔ تو رقعوں کا ڈھیر خدا تعالےٰ کے سامنے لگ جائے۔ اور پندرہ بیس محضر نامے پیش ہو جائیں۔ جن پر لوگوں کی طرف سے یہ درخواست ہو۔ کہ اسے معاف کیا جائے۔ تو کیا خدا تعالےٰ اسے معاف کر دے گا۔

اگر اس قسم کے رقعے آنے لگیں۔ تو پھر تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالےٰ کہے گا۔ جب سب فیصلے تم نے خود ہی کرنے ہیں۔ تو میں کس لئے یہاں بیٹھا ہوں۔ اٹھاؤ دوزخ اور سب کو معاف کرو۔ پس اگر خدا تعالےٰ کا کسی کو سزا دینا ظلم نہیں۔ اور کسی کا کوئی حق نہیں۔ کہ اس کے سامنے سفارش کرے۔ تو کیا میں یا تم خدا تعالےٰ سے زیادہ رحم اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کہ ہم سزا کو ایک بلا اور عذاب تصور کرتے ہیں۔ یہ یقیناً

دماغ کی کمزوری اور ذہانت کی کمی کی علامت

ہے۔ اور یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہم سمجھتے ہی نہیں۔ کہ سزا کیوں مقرر کی گئی ہے۔ سزا ایک بہت بڑے فائدہ کی چیز ہے۔ سزا بنی نوع انسان کے لئے ایک رحمت کا خزانہ ہے۔ اگر یہ فائدہ کی چیز نہ ہوتی۔ تو ہمارا خدا کبھی مالک یوم الدین نہ بنتا۔ ہمارا خدا کبھی قہار نہ بنتا۔ وہ صرف رحیم اور کریم ہی ہوتا۔ مگر وہ رحیم اور کریم ہی نہیں۔ بلکہ شدید العقاب اور شدید البطش بھی ہے۔ پھر کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ صرف میں منصف ہوں۔ یا تم منصف ہو لیکن ہمارا خدا ظالم ہے۔ کیونکہ وہ بنی نوع انسان کو سزا بھی دیتا ہے۔ اس سے زیادہ بے حیائی کا عقیدہ اور کونسا ہو سکتا ہے۔ اور اس سے زیادہ بے ہودہ بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ پس یقیناً

مجرم کو سزا دینا ضروری ہے

یقیناً سزا کے بعد قوم ترقی کرتی ہے۔ اور یقیناً سزا کے بغیر صحیح ذہانت پیدا نہیں ہوتی۔ جب کسی کو علم ہو۔ کہ اگر میں نے فلاں کام خراب کیا۔ تو مجھے سزا ملے گی۔ تو وہ اپنے دماغ پر زور ڈال کر ہوش سے کام کرے گا۔ تاکہ اسے سزا نہ ملے۔ اور جب وہ ہوش سے کام لے گا۔ تو وہ سزا سے بھی بچ جائے گا۔ اور اس کا ذہن بھی تیز ہو جائے گا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ

ذہانت پیدا کرنے کا پہلا ذریعہ محبت ہے

چنانچہ دیکھ لو۔ ماں کس طرح ہر وقت اپنے بچہ کا فکر رکھتی ہے۔ اس کا یہ فکر ہی اسکی ذہانت کا موجب ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اسکی ذہانت محدود ہوتی ہے۔ اور ذہین شخص کی ذہانت وسیع ہوتی ہے۔ ورنہ بے وقوف شخص بھی بعض دفعہ ایسے معاملہ میں آکر بڑا ذہین بن جاتا ہے۔ جس میں اس کا ذاتی فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ ذہین نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اسکی ذہانت محدود اور وقتی ہوتی ہے۔ اسی طرح ماں بھی اپنے بچہ کے متعلق بڑی ذہانت سے کام لیتی ہے۔ اور اسکی ہر ضرورت کا فکر رکھتی ہے۔ لیکن اسکی یہ ذہانت محدود ہوتی ہے۔ بہر حال ذہانت یا محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ یا خوف سے پیدا ہوتی ہے۔ خوف کے وقت بھی انسانی ذہن خوب تیز ہو جاتا ہے۔ یا پھر تجربہ سے انسانی ذہن تیز ہو جاتا ہے۔ یہی چند امور ہیں۔ جن کا ذہانت کے پیدا کرنے میں بہت بڑا دخل ہے۔ مگر جو محدود ذہانت ہو۔ اس کا کسی خاص پہلو میں تو فائدہ ہو سکتا ہے۔ مگر باقی امور میں نہیں۔ ایسا شخص گو اپنے فائدہ یا اپنے بچہ کے فائدہ کے لئے بڑی ذہانت کا ثبوت دے گا۔ مگر قوم کے لئے وہ مفید نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسکی ذہانت محدود ہے۔ انہی محدود ذہنیوں میں سے میں نے ماں کو پیش کیا ہے۔ وہ عام طور پر اپنے بچہ کے متعلق ایسی ایسی فکریں رکھتی ہے۔ کہ دوسرے حالات میں ویسی فکریں انسان کو نہیں سوجھ سکتیں۔ وہ بعض دفعہ اپنے بچہ کے متعلق اتنا سوچتی ہے۔ کہ کہتی ہے۔ میں دس سال کے بعد یہ کرونگی اور وہ کروں گی۔ تو اس ذہانت کی محرک محبت ہے۔ اسی طرح کبھی خوف ذہانت کا محرک ہو جاتا ہے۔ میں اس وقت جس ذہانت کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ وہ عام ذہانت ہے محبت بے شک پہلی چیز ہے۔ جو ذہانت پیدا کرتی ہے۔ مگر یہ محبت تو ایمان پہلے ہی پیدا کر رہا ہے۔ اور خصوصاً جب قومی کاموں میں نوجوان حصہ لیں گے۔ اور قومی روح اپنے اندر پیدا کریں گے۔ جس کا پیدا کرنا میں ان کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد قرار دے چکا ہوں۔ تو لازماً محبت بھی پیدا ہو گی۔ اور محبت کے نتیجہ میں جو ذہانت پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی ان میں رونما ہو گی۔ مگر دوسرا حصہ ذہانت کا سزا سے مکمل ہوتا ہے۔ اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ہر ممبر سے یہ اقرار لیں۔ کہ اگر اس نے اپنے مفوضہ فرض کی ادائیگی میں غفلت یا کوتاہی سے کام لیا۔ تو وہ ہر

سزا برداشت کرنے کے لئے تیار

رہے گا۔ اور خدام الاحمدیہ کے ممبران کا فرض ہے۔ کہ وہ خود اس کے لئے سزا تجویز کریں۔ اگر وہ سزا بھگتنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ خدام الاحمدیہ میں شامل رہنے کے قابل نہیں۔ اور اگر وہ سزا بھگت لے گا۔ تو یقیناً وہ اگلی دفعہ پہلے سے زیادہ اچھا کام کرے گا۔ اگر کوئی اس پر معترض ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ کیوں سزا دی جاتی ہے۔ تو اسے کہنا چاہیئے۔ کہ کیوں اس نے محبت کے جذبہ کے ماتحت پہلے ہی کام ٹھیک نہ کیا۔ اگر وہ محبت کامل سے کام لیتا۔ تو اس کے کام میں کوئی خرابی پیدا نہ ہوتی۔ اور اسے سزا بھی نہ ملتی۔ مگر جب محبت والا ذریعہ اس نے چھوڑ دیا۔ اور محبت کی کتاب سے اس نے سبق نہیں لیا۔ تو اب ضروری ہے۔ کہ اسے سزا کی کتاب سے سبق دیا جائے۔ بہر حال اگر وہ سبق قیمتی ہے۔ جس کے سیکھنے کے لئے وہ اس مجلس میں شامل ہوا تھا۔ تو جو جائز ذریعہ بھی اس کے لئے اختیار کیا جائے۔ وہ اچھا ہے۔ اور اگر سبق اچھا نہیں۔ تو پھر اس کے لئے کسی قربانی کی ضرورت نہیں۔ خواہ وہ کس قدر معمولی اور حقیر کیوں نہ ہو۔ تو خدام الاحمدیہ کو نوجوانوں کے اندر ذہانت پیدا کرنی چاہیئے۔ یہ

ذہانت پیدا کرنے کے ذرائع

بتانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ صرف ایک بات ہے۔ جس کے لئے انہیں تیار رہنا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ جب کسی سے کوئی قصور سرزد ہو۔ تو وہ اسکی سزا برداشت کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہے۔ کیونکہ اس کے بغیر کبھی ذہانت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب یہ ذہانت کسی انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو پھر اس کا علم اور زیادہ ترقی کرتا ہے۔ اور جب انسان بہت زیادہ ذہین ہو جاتا ہے۔ تو اس کا علم لدنی بڑھنے لگتا ہے۔ کتابی علم صرف کتابیں پڑھنے سے بڑھتا ہے۔ مگر لدنی علم ذہانت سے بڑھتا ہے۔ جس طرح ذہین آدمی اگلے شخص کی ہر بات سے صحیح نتیجہ نکالتا ہے۔ اسی طرح جس شخص کا ذہانت کے بعد علم لدنی بڑھنے لگتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اس کے منشاء کو اسکی صفات سے پہچان جاتا ہے۔ وہ زمین کو دیکھ کر وہ آسمان پر نظر دوڑا کر۔ وہ پہاڑوں کی طرف نگاہ اٹھا کر وہ ذرے ذرے اور پات پات کو دیکھ کر فوراً تاڑ جاتا ہے۔ الٰہی منشاء کیا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ اس کی دعائیں بہت زیادہ قبول ہونے لگتی ہیں۔ اور گو خدا تعالےٰ کے لئے تو اس لفظ کا استعمال مناسب نہیں۔ مگر انسانی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کا مزاج دان ہو جاتا ہے جس طرح وہ شخص جو کسی دوسرے کا مزاج دان ہوتا ہے۔ اس سے بہت جلد اپنی بات منوا لیتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی خدا تعالےٰ کا مزاج دان ہو جانے کی وجہ سے اس سے وہ باتیں منوا لیتا ہے۔ جو دوسرے لوگ منوا نہیں سکتے۔

دیکھو میں نے کئی دفعہ بتایا ہے۔ کہ دعا کرتے وقت صفات الٰہیہ کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ اور جس قسم کی دعا کی جائے۔ اس قسم کی صفات الٰہیہ کو جنبش میں لانے کی کوشش کی جائے۔ مگر میں نے ایک شخص کو ایک دفعہ دیکھا۔ وہ دعا کر رہا تھا۔ اس قدر سوز اور اس قدر تضرع سے کہ اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اور اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ مگر وہ دعا یہ کر رہا تھا۔ کہ اے رحیم و کریم تو میرے فلاں دشمن کو تباہ کر دے۔ اب بتاؤ۔ رحیم و کریم کسی دشمن کو کیوں تباہ کرنے لگا۔ وہ تو جب بھی یہ سنے گا۔ کہ اے رحیم و کریم فلاں دشمن کو ہلاک کر دے۔ تو وہ کہے گا۔ کہ میں تو رحیم و کریم ہوں۔ میں اسے معاف کرتا ہوں۔ تو اس قسم کی دعا مانگنا اللہ تعالےٰ کی مزاج دانی کے خلاف ہے۔ کہ خدا کی اس صفت کو حرکت میں لانا جو لوگوں پر رحم کرنے والی ہے۔ اور کہنا یہ کہ وہ دوسرے کو عذاب دے۔ کیا جب کسی نے کسی دوسرے شخص کے بچہ کو باپ سے سزا دلوانی ہو۔ تو وہ اس سے جا کر یہ کہا کرتا ہے۔ کہ آپ کے بچہ نے فلاں قصور کیا ہے۔ اسے سزا دیں۔ یا وہ یہ کہا کرتا ہے۔ کہ اپنے پیارے بچے کو تھپڑ مار دیں۔ وہ تو جب کہے گا۔ کہ اے مہربان باپ اپنے پیارے بچے کو تھپڑ مار دیں۔ تو اس کا باپ بجائے اسے مارنے کے اسے پیار کرنے لگ جائے گا۔ کیونکہ اس نے پیار کے جذبہ کو برانگیختہ کرنے والے الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ تو

ذہانت کی وجہ سے

ہی انسان دنیا میں ترقی کرتا ہے۔ ذہانت کی وجہ سے ہی انسان اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جب اسکی دعائیں دوسروں کی نسبت زیادہ قبول ہونے لگتی ہیں۔ اور ذہانت کی وجہ سے ہی اگر ہم انسانی اصطلاح استعمال کریں۔ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ

خدا تعالےٰ کا مزاج دان

ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ ہر روز اپنے علم اور اپنے عرفان میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں ایک اور بات بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ مگر میں اسے لمبا نہیں کروں گا۔ بلکہ مختصر الفاظ میں ہی اسکی طرف توجہ دلا دیتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ خدام الاحمدیہ کا ساتواں فرض یہ ہے۔ کہ وہ اپنے اندر

استقلال پیدا کرنے کی کوشش

کریں۔ استقلال اس بات کو کہا جاتا ہے۔ کہ کسی کام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ انسان برابر اپنے کام میں لگا رہے۔ بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ہمارے سپرد جو کام کیا گیا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ وہ کیوں ہمارے سپرد کیا گیا ہے حالانکہ استقلال کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ انسان جس کام پر مقرر کیا جائے۔ خواہ اس کام کی غرض اسکی سمجھ میں آئے۔ یا نہ آئے۔ اسے کرتا چلا جائے۔ اس مادہ کو بھی خدام الاحمدیہ مختلف تجارب سے بڑھا سکتے ہیں۔ مثلاً روزانہ یا ہفتہ وار خدام الاحمدیہ کی حاضری لیں۔ اور جو نہ آئیں۔ یا کبھی آجائیں۔ اور کبھی نہ آئیں۔ ان کے نام نوٹ کریں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ ان میں استقلال کا مادہ نہیں۔ پھر ان غیر مستقل مزاج ممبروں کو توجہ دلاوئے۔ کہ اپنے نقص کو رفع کریں۔ اور اپنے اندر استقلال پیدا کریں۔ اور جب دیکھیں۔ کہ وہ پھر بھی توجہ نہیں کرتے۔ تو اپنے افسروں کے پاس ان کی شکایت کریں۔ وہاں بھی اگر اصلاح نہ ہو۔ تو پھر ان سے اعلےٰ افسروں کے پاس۔ اور پھر ان سے اعلےٰ افسروں کے پاس۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے خلیفۂ وقت کے سامنے بھی ان کے ناموں کو رکھا جا سکتا ہے۔ مگر ضروری ہے۔ کہ پہلے خود ان کا علاج سوچا جائے۔ اور ان سے عدم استقلال کا مرض دور کرنے کے لئے کوئی مناسب تجویز کی جائے۔ مثلاً ایک علاج یہی ہو سکتا ہے۔ کہ روزانہ کوئی کام انہیں کرنے کے لئے دیا جائے۔ اور پھر دیکھا جائے۔ کہ وہ باقاعدہ اس کام کو کرتے ہیں یا نہیں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ وہ کام ایسا ہو۔ جو سب کو نظر آتا ہو۔ خواہ کتنا ہی حقیر نظر آنے والا کیوں نہ ہو مثلاً یہ کام بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اسے کہہ دیا جائے کہ روزانہ دس بجے اپنے گھر سے باہر نکل کر پانچ منٹ اپنے مکان کا پہرہ دے۔ بظاہر یہ ایک بے وقوفی کی بات دکھائی دے گی۔ مگر تمہیں تجربہ کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس بظاہر بیوقوفی والی بات پر عمل کرنے کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ اس میں

استقلال کی عادت

پیدا ہو جائے گی۔ اور درحقیقت کسی ایک کام کا بھی باقاعدگی کے ساتھ کرنا انسان کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کر دیتا ہے۔ ہم پانچ وقت جو روزانہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ بھی استقلال پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں۔ کہ جس نے ایک نماز بھی چھوڑی۔ اس کے متعلق یہی سمجھا جائیگا۔ کہ اس نے سب نمازیں چھوڑ دیں۔ مگر جو شخص پانچوں وقت کی نمازیں باقاعدہ پڑھنے کا عادی ہے۔ اسکی طبیعت میں ایک حد تک ضرور استقلال پایا جاتا ہے۔ مگر جو شخص دس سال کے بعد بھی ایک نماز چھوڑ دیتا ہے۔ وہ عدم استقلال کا مریض ہے۔ پس اپنے اندر استقلال پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ چاہے کسی چھوٹی سی چھوٹی بات پر مداومت کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔ تم کہہ سکتے ہو۔ کہ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ تو ہمیں کوئی اور ایسا کام اس کے سپرد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو استقلال پیدا کرنے والا ہو۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تم اسکی نمازوں کی نگرانی نہیں کر سکتے۔ لیکن جو کام تم اس کے سپرد کرو گے۔ اسکی نگرانی تم ضرور کرو گے۔ پھر ممکن ہے۔ وہ نمازیں پڑھتا ہی نہ ہو۔ یا پانچ میں سے تین نمازیں پڑھتا ہو۔ اور دو چھوڑ دیتا ہو۔ یا مہینہ میں سے کوئی ایک نماز چھوڑ دیتا ہو۔ تو اس بات کا تمہیں پتہ نہیں لگ سکتا۔ کہ وہ نمازوں میں باقاعدہ ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ ذاتی عبادت ہے۔ اور ذاتی عبادت کی دوسرا شخص مکمل نگرانی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ حکم جو تم خود دوسرے کو دو گے۔ اسکی نگرانی بھی کرو گے۔ اور اس طرح اس کے اندر استقلال کا مادہ پیدا ہوتا چلا جائے گا۔

میں اس کے لئے بھی مناسب قواعد تجویز کر کے خدام الاحمدیہ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ ان تمام باتوں کو جو خطبات میں میں نے بیان کی ہیں۔

بار بار لیکچروں کے ذریعہ

خدام الاحمدیہ کے سامنے دہراتے رہیں۔ جب دیکھا۔ کہ کوئی شخص استقلال اپنے اندر نہیں رکھتا۔ تو اسکو استقلال پر لیکچر دینے کے لئے کہہ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس کے نفس میں شرمندگی پیدا ہوگی۔ اور وہ آئندہ کے لئے اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ یا دوسرے لوگ جن کی زبانوں میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے۔ ان سے لیکچر دلائے جائیں پس لیکچروں کے ذریعہ سے حاضری لگانے کے ذریعہ سے۔ اپنی سوسائٹی میں بار بار ایسے ریزولیوشنز پاس کرنے کے ذریعہ سے اور ایسے کام دینے کے ذریعہ سے جن کو روزانہ باقاعدگی کے ساتھ کرنا پڑے۔ نوجوانوں کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اور میں خدام الاحمدیہ کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔

میں باوجود اس کے کہ کئی خطبات پڑھ چکا ہوں ابھی تک وہ باتیں ختم نہیں ہوئیں۔ جو خدام الاحمدیہ کے میں ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں۔ اب تک میں سات فرائض کی طرف خدام الاحمدیہ کو توجہ دلا چکا ہوں اور دو باتیں ابھی رہتی ہیں۔ انہیں انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ میں بیان کر دوں گا۔ اب میں خدام الاحمدیہ سے صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ باتیں تو بہت کچھ بیان ہو چکی ہیں۔ اب انہیں کوئی عملی قدم بھی اٹھانا چاہیئے۔ میرا خیال تھا۔ کہ میں جلدی ہی تمام باتیں بیان کر لوں گا۔ مگر خطبے بہت لمبے ہو گئے ہیں۔ ان خطبوں کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے۔ کہ بعض دفعہ پچھلی باتیں انسان بھول جاتا ہے۔ اور جب ان کی طرف توجہ کرتا ہے تو پہلی باتیں ان کے ذہن سے اتر جاتی ہیں۔ پس اب جس قدر جلدی ہو سکے کام کو عملی رنگ میں شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ تازہ بتازہ علم انسان جلد استعمال کر لیتا ہے۔ اور جس قدر پرانا ہو جائے۔ اتنا ہی اس پر عمل کرنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کا مددگار ہو۔ (الفضل)

درد گردہ یا گردہ کی پتھری

یہ دونوں نام دراصل ایک ہی بیماری کے ہیں جب گردوں میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے۔ تو صرف پیدا ہو جانے سے چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ گردوں کی جگہ پر ذرا بوجھ سا ہے۔

(گردوں کا مقام کمر سے ذرا اوپر ریڑھ کی ہڈی کے دائیں اور بائیں واقع ہے) جن کے گردوں میں پتھری ہوتی ہے۔ ان کو ہمیشہ یا کبھی کبھی قبض ہو جاتا ہے۔ یعنی پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔ دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ بعض لوگوں کو کمر میں درد بھی رہتا ہے۔ گرم اور ترش چیزیں یعنی گوشت۔ سرخ مرچ اچار وغیرہ کھانے سے اور گرم موسم میں سفر کرنے سے پیشاب جل کر آتا ہے۔ اور بعض کو ریت سی چیز پیشاب میں خارج ہوتی ہے۔

لیکن جب پتھری سے چھوٹا سا ٹکڑا ٹوٹ کر پیشاب کی نالیوں میں پھنس جاتا ہے۔ تو پھر خدا کی پناہ شدت سے درد ہوتا ہے۔ جو برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ اسی کا نام درد گردہ یا قولنج گردہ ہے۔

علاج:۔ ڈاکٹروں میں تو یہی مشہور ہے۔ کہ اپریشن سے پتھری نکال دی جائے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جان کا خطرہ اور خرچ زیادہ۔

ہمارا طرز علاج:۔ "پتھری توڑ عـ۱"۔ یہ ایک خاص دوا ہے۔ جو اس بیماری کا کامیاب علاج ہے۔ اس کے استعمال سے پتھری گھل کر پیشاب کے ساتھ خارج ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ ساری خارج ہو جاتی ہے۔ اور گردے بالکل خالی ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا تلخ اور بدمزا نہیں۔ قدرے نمکین ہے۔ جو آسانی سے کھائی جاتی ہے۔ تین ماہ تک کھانی چاہیئے۔ تین ماہ کی دوا کی قیمت چھ روپے ہے۔ اور اگر قبض بھی ہو۔ تو "قبض کشا گولیاں عـ۱" کا استعمال کریں۔ ۶۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت ایک روپیہ

دواخانہ و مطب حکیم مولوی نظام الدین مبلغ ممتاز الاطباء۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

دواخانہ تحریک جدید کا موسمی تحفہ

شربت "جانِ بہار"

یہ شربت بہار کے کیف آفرین و عطر آگیں پھولوں کی روح اور خوش رنگ و روح پرور پھلوں کا شیریں رس ہے۔ نہایت قیمتی وصحت بہ آغوش ادویہ کا مرکب اور ترقی یافتہ سائنٹیفک طریقۂ دواسازی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ موسم بہار اور موسم گرما میں اسکے استعمال سے آپ صحت کا بیمہ کرالینگے۔ اور کشمیر کی گلپوش وادیوں سیلون کے دلکشا ساحلوں اور مدھوبن کے شباب پرور مرغزاروں کے سنہرے خواب دیکھنے لگیں گے۔ موسم گرما کا یہ بینظیر تحفہ اعلیٰ درجہ کا مفرح۔ مقوی قلب و دماغ اور خوش ذائقہ ہے۔ یہ حدتِ خون اور غیر ضروری پیاس کو کم کرتا اور دل کی گھبراہٹ اور دھڑکن کو دور کرتا ہے۔ یہ دھوپ اور لُو کے مہلک اثر سے محفوظ رکھتا ہے اور ہلکے بخار کے لئے نفع بخش ہے۔ پھوڑے پھنسیوں کے لئے مفید اور سوزش پیشاب اور جلن وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ گرمیوں میں ننھے بچوں کی پیاس اور دست آنے کی شکایت میں مفید ثابت ہوا ہے۔ نسوانی امراض اختلاج۔ ہول دل درد سر وغیرہ کے لئے بیحد مفید ہے۔ بوڑھوں کی لاٹھی اور جوانوں کی تلوار ہے۔ شربت جانِ بہار کے استعمال سے زندگی کی لذتوں میں اضافہ کیجئے۔ قوی دل۔ صحت مند دماغ۔ آزاد روح اور یاقوت کی طرح سُرخ خون کے مالک بن کر مناظر و مظاہرِ حیات سے ایک نیا سُرور ایک نئی مسرت حاصل کیجئے۔ شربت جانِ بہار ایک پیام حیات و نشاط ہے۔ قیمت فی بوتل عہ ر

نوٹ :۔ مجلس مشاورت کے موقعہ پر قادیان میں اس دواخانہ کی ایک دکان ہو گی جس میں یہ شربت اور دیگر بعض ضروری ادویہ مل سکیں گی۔

ملنے کا پتہ :۔ **ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل لال کنواں دہلی۔**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت جوبلی فنڈ

اور جماعت احمدیہ بٹالہ شہر کے وعدوں کی پہلی قسط

خلافت جوبلی فنڈ کی مرکزی کمیٹی نے لاہور۔ امرتسر۔ اور بٹالہ ہر سہ شہروں کے احمدی دوستوں سے خلافت جوبلی فنڈ کی فراہمی کی نگرانی خاکسار کے سپرد کی ہے۔ اس سلسلہ میں خاکسار معہ منشی محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ ۱۹ مارچ بروز اتوار بٹالہ گیا۔ اور شیخ عبد الرشید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بٹالہ کے گھر پر قیام کیا۔ اور شیخ صاحب موصوف کو ہمراہ لے کر صبح سے شام تک مختلف دوستوں کے مکانوں پر پہنچکر وعدے لکھوائے۔ تمام احباب نہایت تکریم محبت اور خاطر تواضع سے ملے۔ اور سب نے اپنی اپنی ہمت اور اخلاص کے ماتحت وعدے لکھوائے۔ میں تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص شیخ عبد الرشید صاحب کا۔ کہ ان کے گھر پر ہمیں نہایت آرام ملا۔ اور یہ کہ وہ سارا دن نہایت محنت سے کام کرتے رہے۔ اور نیز اسلئے بھی کہ انہوں نے باوجود سابقہ وعدے کے ہماری تحریک پر اپنا وعدہ دگنا کر دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میں ان کے صاحبزادہ شیخ عبد القیوم صاحب کا بھی ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے ہمارے قیام بٹالہ میں ہمارے آرام کا خصوصیت سے خیال رکھا۔ ذیل میں احباب کے وعدے لکھے جاتے ہیں۔ جن میں سے خاصی رقم وصول بھی ہو چکی ہے۔ امید ہے کہ بٹالہ کے بقیہ احباب بھی خود بخود پریذیڈنٹ صاحب کو مطابق مقررہ شرح اس فنڈ میں وعدے لکھوا کر ممنون فرمائیں گے۔ اس کے بعد میں امرتسر اور لاہور کے کارکنوں سے مستدعی ہوں۔ کہ وہ اپنے ذمہ کی رقوم کی ادائیگی کا جلد سے جلد انتظام فرمائیں۔

قسط اول

(۱) شیخ عبد الرشید صاحب تاجر۔	100/-/-
(۲) شیخ عطاء اللہ صاحب پوسٹماسٹر۔	100/-/-
(3) شیخ فضل حق صاحب	50/-/-
(4) مفتی گلزار محمد صاحب	30/-/-
(5) حافظ عبد الرحمٰن صاحب	25/-/-
(6) شیخ ارشد علی صاحب وکیل	30/-/-
(7) مہر غلام قادر صاحب (8) مہر غلام علی صاحب (9) مہر عبد الغنی صاحب	10/-/-
(۱۰) میاں مہر دین صاحب سبزی فروش	5/-/-
(۱۱) مفتی چراغ الدین صاحب	5/-/-
(۱۲) منشی عبد العزیز صاحب اہلمد سب جج بٹالہ	20/-/-
(13) میاں سعد محمد صاحب پاندہ	5/-/-
(14) میاں غلام محمد صاحب خادم مسجد	-/8/-

قسط دوم

(15) منشی عطا محمد صاحب سابق پٹواری	15/-/-
کل میزان	390/8/-

(سید محمد اسحاق)

جماعت کے ہر دوست سے اہم استفسار اور ضروری گذارش

۱۔ خلافت جوبلی کی تقریب تاریخ اسلامی میں اپنی نوعیت کی پہلی اور نادر تقریب ہے۔ اس تقریب کا موقعہ پانا جو محض اللہ تعالےٰ کے فضل کا نتیجہ ہے۔ جماعتی اور انفرادی لحاظ سے احباب جماعت کی خوش قسمتی کا نہایت ہی مسرت افزا پہلو ہے۔

۲۔ خلافت جوبلی فنڈ کی تحریک میں حصہ لینا ہر احمدی پر بطور شکر نعمت واجب ہے۔

۳۔ کیا آپ خلافت جوبلی فنڈ کی تحریک میں حصہ لے چکے ہیں؟ اگر ابھی تک حصہ نہیں لیا۔ تو فوراً وعدہ کر کے وعدہ کی رقم جلد تر مرکز میں بھجوا دیں۔ حصول ثواب اور شکر نعمت کے فریضہ کی ادائیگی کا یہ ایک نادر موقع ہے۔ جس سے کسی مخلص کا خدانخواستہ محروم رہ جانا بعد میں اس کے لئے سخت افسوس اور پشیمانی کا موجب ہوگا۔

۴۔ اگر آپ وعدہ کر کے اسے پورا کر چکے ہیں۔ تو اپنی خداداد قوتوں کو استعمال میں لا کر دوسرے دوستوں کو تحریک میں حصہ لینے کی کامیاب تلقین کر کے مزید ثواب حاصل فرمائیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا ایک غیر معمولی اجلاس

۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو زیر صدارت چودھری عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ بعد نماز مغرب انجمن احمدیہ میں ایک احتجاجی جلسہ منعقد ہؤا۔ جسمیں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز اتفاق آراء سے پاس ہوئے۔

(۱) یہ اجلاس مسمی غلام محمد مقیم احمدیہ بلڈنگز لاہور کے ٹریکٹ موسومہ "بیعت رضوان کی حقیقت" کے خلاف انتہائی نفرت و غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت عالیہ کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ فوراً قانونی کارروائی کرے۔ اگر حکومت نے ایسے ٹریکٹ کے پبلشر و پریس متعلقہ کے متعلق سہل انگاری سے کام لیا۔ اور قرار واقعی سزا نہ دی۔ تو اس اشتعال انگیزی کے نتائج کی تمام تر ذمہ واری اسی پر عاید ہوگی۔

(۲) قرار پایا۔ کہ اس ریزولیوشن کی نقل حکومت پنجاب و پریس کو بھیجی جائے۔

خاکسار محمد اسمٰعیل عفی عنہ نائب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

اعلان تقرر

جماعت احمدیہ بہلول پور چک ۱۲۷ ضلع لائل پور کے لئے چودھری سلطان علی صاحب کو امین مقرر کیا جاتا ہے۔

(ناظر بیت المال)

نہایت باموقع اراضی قابل فروخت

ایک دوست اپنی کسی خاص ضرورت کے ماتحت دو کنال اراضی قیمتی آٹھ سو روپیہ واقعہ محلہ دار الحمد جو ریلوے سٹیشن کے جانب جنوب دو تین منٹ کے فاصلہ پر ہے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ یک مشت روپیہ دینے والے خریدار کو سات سو پچاس روپیہ میں فروخت کر دی جائے گی۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر فاروق کی جاوے مشاورت پر آنے والے احباب موقعہ پر دیکھ کر خرید سکتے ہیں۔

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

فہرست ان بیعت کنندگان اندرون ہند کی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھ پر جلسہ سالانہ پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔

گذشتہ سے پیوستہ

نمبر شمار	نام	ضلع
۱۳۴	مہراج بیگم صاحبہ	لاہور
۱۳۵	محمد بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۱۳۶	اقبال بیگم صاحبہ	گوجرانوالہ
۱۳۷	امۃ اللہ صاحبہ	گورداسپور
۱۳۸	معصوم بیگم صاحبہ	گجرات
۱۳۹	زینب "	"
۱۴۰	صاحبزادی "	"
۱۴۱	فاطمہ بی بی صاحبہ	"
۱۴۲	مغلانی صاحبہ	"
۱۴۳	آمنہ بیگم صاحبہ	"
۱۴۴	فاطمہ بیگم صاحبہ	"
۱۴۵	شریفاں بی بی صاحبہ	جالندھر
۱۴۶	نور بھری صاحبہ	کیمبل پور
۱۴۷	رقیہ بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۱۴۸	شریفاں بی بی صاحبہ	گورداسپور
۱۴۹	نواب بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۱۵۰	امتیاز بیگم صاحبہ	گورداسپور
۱۵۱	سلیمہ بیگم صاحبہ	سرگودہا
۱۵۲	خورشید بیگم صاحبہ	ملتان
۱۵۳	اقبال بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۱۵۴	زینب بی بی صاحبہ	لائل پور
۱۵۵	ہاجرہ بی بی صاحبہ	سرگودہا
۱۵۶	رشیدہ بیگم صاحبہ	گورداسپور
۱۵۷	رابعہ بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۱۵۸	حلیمہ بی بی صاحبہ	گجرات
۱۵۹	ناصرہ سعیدہ صاحبہ	گجرات
۱۶۰	زینب بی بی صاحبہ	شیخوپورہ
۱۶۱	ہاجرہ بی بی صاحبہ	"
۱۶۲	عزیزہ آنسہ صاحبہ	سیالکوٹ
۱۶۳	مریم صادقہ صاحبہ	"
۱۶۴	احمد بی بی صاحبہ	جالندھر
۱۶۵	سردار بی بی صاحبہ	منٹگمری
۱۶۶	شریفاں بی بی صاحبہ	"
۱۶۷	بیگم بی بی صاحبہ	"
۱۶۸	صفیہ بیگم صاحبہ	سرگودھا
۱۶۹	مہر بی بی صاحبہ	"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس مشاورت پر فاروق بک ایجنسی کی چند لاجواب کتابیں رعایتی قیمت پر

مندرجہ ذیل لاجواب کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت اور مخالفین کی بطالت پر ایسی ہیں۔ جن کا پڑھنا ہر ایک احمدی کے لئے ایمان اور عرفان کی زیادتی کا موجب ہے۔ جو دوست یکم لغایت ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء ان کو خرید یں گے۔ وہ رعایتی قیمت سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ناپسند ہونے پر ایک ہفتہ کے اندر واپس بھیج کر قیمت لے سکتے ہیں۔ مجلس مشاورت پر خریدنے والے دوستوں کو محصولڈاک کا فائدہ رہیگا۔

تبلیغ رسالت } چار جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان نایاب اشتہاروں کا مجموعہ ہے۔ جو حضور نے وقتاً فوقتاً اپنی اور اسلام کی صداقت اور مخالفین کی ہدایت کے لئے شائع کئے۔ اور آج ان کا دستیاب ہونا مشکل ہے۔ خدا کے فضل سے میں نے ان اشتہاروں کو کتابی صورت میں محفوظ کر دیا ہے۔ تاکہ دنیا میں آئندہ آنے والی نسلیں اس درّ بے بہا سے محروم نہ رہیں۔

فاروق بک ایجنسی میں اسکی چار جلدیں موجود ہیں۔ جن کی اصلی قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ مگر دس یوم کے لئے صرف دو روپیہ میں یہ چاروں جلدیں دی جائیں گی۔ احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

بطالوی کا انجام } یہ اس شخص کے آغاز اور انجام پر لکھی گئی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلے دوست اور لبد میں دشمن بن گیا تھا جس کے نام سے سلسلہ کے بیشتر اصحاب واقف ہیں۔ جس نے عرب وعجم میں پھر کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف فتویٰ تکفیر شائع کر کے اول المکفرین کا نام پایا۔ یہ بٹالہ کا رہنے والا مولوی محمد حسین ایڈووکیٹ اہلحدیث کے لقب ونام سے مشہور تھا۔ اس کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پیشگوئی فرمائی تھی۔ اسکو حرف بحرف لفظاً اور معناً ظاہری اور باطنی طور پر خدا نے اس کے ہاتھوں سے پوری کرا کے اسکی زبان و قلم سے اس کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کرا دی۔ جس کو خدا کے فضل اور تائید الٰہی سے میں نے اس کتاب میں واضح کر دیا ہے۔ کہ یہ لاجواب کتاب لکھی گئی ہے۔ جس کی جواب دہی سے اس کے اگلے اور پچھلے چھوٹے اور بڑے آج تک عاجز ہیں۔ اور تا قیامت ساکت رہیں گے۔ اس کے چند نسخے باقی ہیں۔ اصلی قیمت ۵ر رعایتی صرف ۳ر

تحفہ مستریاں } مستریانِ مباہلہ کے فتنہ کا انکشاف اور ان کے ارتداد کی سچی داستان اور مطالبہ مباہلہ کا ناقابل تردید جواب اگر دیکھنا ہو۔ تو اس کتاب کو ملاحظہ کریں۔ جس کے جواب سے مستری اور اس کے معاون سب آج تک عاجز ہیں۔ اور ہمیشہ مبہوت رہیں گے۔ اصلی قیمت ۵ر۔ رعایتی صرف ۳ر۔

تجلیات رحمانیہ } مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کتاب تعلیمات مرزا فیصلہ آخری وغیرہ کا لاجواب جواب از قلم مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری سابق مبلغ فلسطین وشام قابل دید ناقابل تردید کتاب ہے۔ اصلی قیمت ۶ر رعایتی صرف ۴ر

چھوت کا بھوت } ہندوؤں کے مسئلہ چھوت چھات کی حقیقت اور مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل جس میں چھوت چھات کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ کر دکھایا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس کا عملی جواب کس طرح دینا چاہیئے۔ یہ کتاب تین مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ پنجاب میں اس کتاب نے انقلاب پیدا کر دیا۔ مسلمان بیدار ہو گئے۔ اب چند جلدیں باقی ہیں۔ جلد منگالیں۔ اور غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ اور خود بھی اس پر کاربند ہوں۔ اصلی قیمت ۲۰ر رعایتی صرف ۲ر

مرقع ثنائی } مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ آخری سے فرار اور اپنی زبان سے اپنی ناکامی اور نامرادی کا اظہار اور پرچہ اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا اصلی چربہ جس کو ثناء اللہ آج تک چھپاتا رہتا ہے۔ اور کسی کو نہیں دکھاتا۔ یہ پرچہ ہر ایک احمدی کے پاس ہر وقت موجود رہنا چاہیئے۔ یہ وہ حربہ ہے۔ جس سے دشمن امرتسری کا ایک وار میں ہی کام تمام ہو جاتا ہے۔ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۲ر صرف چند نسخے باقی ہیں۔

التنقید } مولوی ابراہیم وہابی سیالکوٹی کے رسالہ "قبر مسیح" کا جواب لاجواب از قلم علامہ مولوی غلام رسول صاحب صوفی آف راجیکی۔ اس میں مسیح ناصری کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ مبارک میں دفن ہونے کی یقینی تردید اور قبر مسیح کا سری نگر میں ہونے کا زبردست ثبوت۔ چند نسخے باقی ہیں۔ اصلی قیمت ۳ر رعایتی صرف ۱ر

تنقید صحیح } فرقہ بہائیہ یعنی بابی فرقہ نے جو احمدیت کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کا دندان شکن مگر مدلل جواب مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ لنڈن کی قلم سے قابل دید اور لائق شنید ہے۔ چند نسخے باقی ہیں۔ اصلی قیمت ۸ رعایتی ۴ر

صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات } مولوی ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث کے رسالہ "ہفوات مرزا" کا دندان شکن ناقابل تردید مکمل جواب ہے۔ چند نسخے رہ گئے ہیں۔ اصلی قیمت ۴ر رعایتی صرف ۲ر

مباحثہ مونگیر ہر دو حصہ } صوبہ بہار میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا جو تحریری مباحثہ ہؤا تھا۔ مع واقعات بھاگل پور دو حصوں میں شائع ہؤا ہے۔ اصلی قیمت ہر دو حصہ ۸ر رعایتی ۴ر

بحر حقیقت = صوبہ بہار کے ایک دشمن سلسلہ احمدیہ نے جو کتاب سلسلہ کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب میں لکھی تھی۔ اس کا قرار واقعی دندان شکن جواب اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۲ر۔

علاوہ مندرجہ بالا کتب کے سلسلہ کی دیگر نایاب اور لاجواب کتابیں بھی فاروق بک ایجنسی سے مل سکتی ہیں۔ احباب مجلس مشاورت پر آنے والے دفتر فاروق میں تشریف لاکر ملاحظہ فرمالیں۔ اس موقع پر دیگر احباب بھی جو مشاورت پر نہیں آئیں گے۔ اپنے کسی دوست کے ہاتھ مندرجہ بالا کتب رعایتی قیمت میں اگر منگائیں گے۔ تو ان کو محصول ڈاک کا فائدہ ہوگا۔ اور جو بذریعہ ڈاک منگائیں گے۔ ان کو محصولڈاک معہ خرچ وی۔ پی ادا کرنا ہوگا۔

المعلن :۔ منیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

فاروق کا تحریک جدید نمبر

خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اخبار فاروق کا وہ خاص نمبر جو "تحریک جدید نمبر" کے نام سے شائع ہونے والا ہے۔ جس کا قبل ازیں اخبارات سلسلہ میں اعلان ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ ۷ اپریل ۱۹۳۹ء کو شائع ہو کر مجلس مشاورت پر احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔ اس نمبر کے مضامین بڑی محنت سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بھی ایک زبردست مضمون "تحریک جدید" کے متعلق شائع ہوگا۔ یہ پرچہ احباب کو کثرت سے خرید کر غیر احمدی اصحاب میں تقسیم کرنا چاہیئے۔ یہ خاص نمبر ۴ صفحہ کا فاروق کے اسی سائز پر عمدہ لکھائی چھپائی کاغذ سے شائع ہوگا۔ خریداران فاروق کو مفت ارسال کیا جائے گا۔ دیگر احباب اگر بذریعہ ڈاک منگائیں گے۔ تو بحساب فی پرچہ دو آنہ علاوہ محصولڈاک جتنے پرچے چاہیں منگا سکتے ہیں۔ اور مشاورت پر آنے والے دوست جو خریدار ہیں۔ وہ دفتر فاروق میں آکر اپنا پرچہ لے لیں۔ اور دیگر دوستوں کو ۲ر میں یہ پرچہ ملے گا۔ (منیجر فاروق)

تحریک جدید کے مشن ہائے بیرون ہند کی تبلیغی رپورٹ

پوروو کرتو (جاوا) مشن

سید شاہ محمد صاحب مجاہد جاوا مکتوب مورخہ ۴ مارچ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۵ دوستوں کو جاکر ملا۔ اور بعض دوست مکان پر ملنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ جن کو حسب موقع تبلیغ کی گئی۔

عیسائی اور پیغامی دوستوں کے لئے جو ٹریکٹ چھپے ہوئے تھے۔ مزید تقسیم کئے۔ اور بعض آدمیوں کے نام بذریعہ ڈاک بھیجے۔ اس ماہ کے رسالہ "پنو جگ جالن" میں آٹھ مضامین شائع ہوئے ہیں۔ (۱) تناسخ کے متعلق بعض سوالات کے جوابات (۲) اگر مذہب نہ ہو۔ تو پھر (۳) حضرت اقدس امیر المؤمنین کے خطبہ کا کچھ حصہ (۴) ایک دیسی راجہ کی وفات پر اظہار ہمدردی (۵) حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات اور ان کی حقیقت۔ (۶) اشاعت تبلیغ عیسائیت میں یورپین ممالک کی کم توجہگی۔ (۷) اسلام اور خلافت (۸) پوپ کی وفات اور

(بقیہ ملاحظہ ہو صلا کے کالم ۲ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھوٹے اور کھرے روپے

ہمعصر دورِ جدید کی یہ تحریر نہایت مفید ہے۔ کہ جعلی سکّوں اور خصوصاً جعلی روپوں کے عام چلن نے کچھ عرصہ گذشتہ سے پبلک کو جس پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس کا اندازہ آج کل پبلک کا ہر فرد کر سکتا ہے۔ کیونکہ مشکل ہی سے کوئی ایسا فرد ہو گا۔ جسے اس قسم کی پریشانی سے ہر روز سابقہ نہ پڑتا ہو۔ اور یہ بات ایک مسلمہ حقیقت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ کہ اگر آپ کے پاس چار یا پانچ نقد روپے ہوں۔ اور آپ بازار میں کوئی چیز خریدنا چاہیں۔ تو ان چار پانچ روپوں میں سے ایک یا دو روپے لازمی طور پر "کھوٹے" قرار دے کر آپ کو واپس کر دیئے جائیں گے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے جعلی روپوں کے عام چلن نے تمام پبلک کو بہت ہی شک و شبہ میں ڈال دیا ہے۔ اور اکثر لوگ کھرے اور درست روپے کو محض شک کی بناء پر ہی کھوٹا سمجھ کر لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ہمارے لئے اس صورت حال کی تفصیل ضروری نہیں۔ کیونکہ پبلک کا ہر فرد آج کل اچھی طرح اس پریشانی سے آگاہ ہے۔ جو روپوں کے چلانے میں روزانہ پیش آتی ہے۔ اور یہ پریشانی اس حد تک بڑھ گئی ہے۔ کہ ہمارے خیال میں پبلک کا ایک کثیر طبقہ اس بات کے حق میں ہو گا۔ کہ جب تک حکومت اس قابل نہ ہو جائے۔ کہ وہ جعلی سکہ سازوں کا کھوج نکال کر ان کی سرگرمیوں کا کامل انسداد کر دے۔ وہ ایک ایک روپے کے نوٹ جاری کر دے۔ روپوں کے چلانے کی دقت اس قدر وسیع اور اس قدر عام ہو گئی ہے۔ کہ اس کے دور کرنے کے لئے اگر حکومت ایک ایک روپے کے نوٹ جاری کر دیگی۔ تو ہمارے خیال میں پبلک کی تکلیف بہت حد تک رفع ہو سکتی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

"دوستوں کو اخبار فاروق کی خریداری کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ یہ پرچہ جماعت میں کثرت کے ساتھ پھیل جائے"

کیا آپ نے اس ارشاد کی تعمیل کی؟ اگر نہیں کی۔ تو اب کر کے ثواب حاصل کریں۔ (منیجر فاروق)

گردوارہ حضور صاحب حیدرآباد دکن

اعلیحضرت نظام حیدرآباد کی دریادلی

عام لوگوں کو معلوم نہیں۔ کہ نظام حیدرآباد کے فرمانروا کیسے فیاض اور دریا دل ہیں۔ میں ۱۹۲۹ء میں ایک شہادت کے موقع پر حیدرآباد گیا۔ اور گردوارہ حضور صاحب جہاں گورو گوبند سنگھ جی کا انتقال ہوا۔ وہاں بھی گیا۔ میری حیرت کی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا۔ کہ گردوارہ حضور صاحب واقعہ ناندیڑ کے ساتھ ریاست کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ کی جائیداد لگائی ہوئی ہے۔ اور خاص حیدرآباد دکن کے ہندو منادر کو سات لاکھ روپیہ سالانہ دان دیا جاتا ہے۔ اور حال ہی میں ایک لاکھ روپیہ بنارس کی ہندو یونیورسٹی کو دان دیا گیا ہے۔ ایسے ہی اور واقعات کو فراموش کر کے جو لوگ ریاست کے خلاف جتھے بھیجکر وہاں کی فضا خراب کر رہے ہیں۔ کفرانِ نعمت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ کہ کیا ایسا سلوک ہندو ریاستوں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ اگر نہیں اور سچ مچ نہیں۔ تو کمال افسوس ان لوگوں پر آتا ہے۔ جو سکھوں کو مغالطہ دے کر اپنی بندوق ان کے کندھوں پر رکھ کر چلانا چاہتے ہیں۔ پر میں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ سکھ صاحبان ہندوؤں کے دام میں آکر اپنا اور دوسروں کا نقصان کرنے کو تیار ہونگے۔

حضرت امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے تاریخی خطبوں کا مجموعہ

خاکسار ایڈیٹر فاروق نے حضور کے وہ چار خطبے جو احرار اور گورنمنٹ کے متعلق اور جماعت احمدیہ کی حفاظت اور افراد سلسلہ کی بیداری اور قوم کو عروج ترقی پر پہنچانے کے بارے میں فتنہ احرار کے موقعہ پر نومبر ۱۹۳۴ء میں پے درپے فرمائے تھے جن کو سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک عظیم الشان یادگار کے طور پر درج کیا جائے گا۔ ان کو ایک جگہ جمع کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ ان خطبوں سے ہر ایک احمدی کا باخبر ہونا اور حضور کی اولوالعزمی کی شان کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ اس مجموعہ میں احرار کے اس اشتعال انگیز جلسہ کی روئداد بھی درج ہے۔ جو پہلی دفعہ اصحاب الفیل کی طرح حملہ آور ہو کر احراریوں نے اپنی پوری قوت اور اجتماعی طاقت سے موضع رجادہ متصل قادیان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف کیا تھا۔ پس جس دوست نے ان خطبوں کو نہیں پڑھا۔ وہ فوراً ان کو منگا کر مطالعہ کرے۔ مشاورت پر آنے والے دوست دفتر فاروق سے خریدیں۔ اور دیگر نہ آنے والے احباب بذریعہ ڈاک منگا لیں۔ اصلی قیمت ۴؍ رعایتی ۲؍ ہے۔ اور محصولڈاک فی کاپی دو پیسے ہو گا۔ ایک کاپی منگانے والے ۲.؍ کے ٹکٹ ڈاک بھیج کر پتہ ذیل سے منگا لیں۔ چند کاپیاں باقی ہیں۔ پھر یہ مجموعہ یکجائی طور پر نہیں ملے گا

منیجر فاروق قادیان ضلع گورداسپور

تحریک جدید کا یونانی دواخانہ

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے سرمایہ سے دہلی جیسے شاہی شہر میں جہاں یونانی ادویات کا مرکز ہے۔ ایک دواخانہ "ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ" کے نام سے رجسٹرڈ کرا کر جاری کر دیا ہے۔ جس میں ہر ایک یونانی دوائی مفرد ہو یا مرکب اصلی اور خالص اور عمدہ سے عمدہ مہیا کی گئی ہے۔ ہر ایک مرکب بڑی احتیاط سے ماہرین طب کی نگرانی میں تیار کرایا جاتا ہے۔ مجلس مشاورت کے موقعہ پر اسکی ایک شاخ قادیان میں ہو گی۔ اور ہر ایک دوائی ان ایام مشاورت میں ۳/۴ رعایتی قیمت پر دی جائیگی احباب اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی قومی دکان سے جس کا منافع تحریک جدید کے بیرونی تبلیغی مشنوں پر صرف کیا جائیگا پورا تعاون کر کے اعلیٰ سریع الاثر اور کثیر المنافع ادویات حاصل کریں۔ خصوصاً شربت جاں بہار جس کا اشتہار اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔ چونکہ تمام مرکبات مشاورت کے موقعہ پر نہیں لا سکتے۔ اس لئے اگر کسی دوست کو کسی خاص دوائی مفرد یا مرکب کی ضرورت ہو۔ تو منیجر صاحب دواخانہ کو دہلی کے پتہ پر ۱۵ اپریل تک اطلاع پہنچے پر وہ قادیان میں لیتے آئیں گے۔ منیجر ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل۔ لال کنواں۔ دہلی۔

(بقیہ صفحہ ۱)

نئے پوپ کے الیکشن اور خلیفہ اسلام کے الیکشن میں فرق۔

تربیت جماعت۔ چار دفعہ درس قرآن مجید۔ دو بار تبلیغی میٹنگ۔ اور ایک خاص اجلاس جس میں خلافت کے پچیس سال پورے ہونے پر حضور اقدس کی خدمت میں مبارکباد اور اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد تازہ کیا۔ متفقہ فیصلہ حضور کی خدمت میں بھیجا گیا۔ نیز ایک اور میٹنگ بلا کر سکرٹری مال اور محاسب کا انتخاب کرایا۔ تمام دوستوں کو باقاعدہ اور باشرح چندہ کی طرف توجہ دلائی اور نصائح کی گئیں۔ بعض دوستوں نے باقاعدگی اختیار کر لی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ عرصہ زیر رپورٹ میں دو لڑکیوں نے پڑھنا شروع کیا۔ مسائل ضروری سے آگاہ کیا۔ اور نماز کا سبق شروع کیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں بفضل تعالےٰ ایک شخص داخل سلسلہ عالیہ ہوئے۔ ترقی اور استقامت کے لئے دعا فرماویں۔ ایام زیر رپورٹ میں اختلاج قلب کا کئی بار دورہ ہوا۔ دعا کے لئے درخواست ہے۔ اللہ تعالےٰ صحت اور ترقی عطا فرماوے۔

ہانگ کانگ مشن

مورخہ ۱-۲۰ مارچ کی ڈائری میں چودھری محمد اسحاق صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ۵۳ دوستوں سے جا کر ملا۔ اور ۳۸ دوست ملنے آئے۔ حسب موقع سب کو تبلیغ کی گئی۔ مکان پر آ کر ملنے والے دوستوں میں سے ایک پیغامی خیالات کے دوست تھے۔ جن سے قریباً ۱/۲ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ اور خدا کے فضل سے نبوت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قائل ہو گئے۔ اسی طرح ایک شیعہ دوست سے بھی خلافت راشدہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق تفصیلی بحث ہوتی رہی۔ بندرگاہوں پر چینی ٹریکٹ تقسیم کئے۔ اور اخبارات زیر تبلیغ دوستوں کو مطالعہ کے لئے پہنچائے جاتے ہیں۔ بوجہ تبدیلی موسم دو چار روز سے طبیعت علیل ہے اپنی صحت اور جماعت کے قیام اور ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سنگاپور مشن

مولوی غلام حسین صاحب ایاز رپورٹ ۳-۱۸ مارچ کی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں دو کاموں میں مصروف رہا۔ ایک تو امیر حمزہ (احمدی نوجوان جو قادیان آنا چاہتے ہیں) کے پاسپورٹ کے سلسلہ میں ڈچ علاقہ میں جانا پڑا۔ اس سلسلہ میں بہت دوڑ دھوپ کرنا پڑی

"بعض ہندو ریاستوں میں تو اگر کوئی ہندو مسلمان ہو جاوے تو اسے جائیداد سے محروم کر کے کنگال کر دیا جاتا ہے۔ کیا یہ رواداری مسلمان ریاستوں میں بھی ہوتی ہے؟" (سردار) عبدالرحمن بی۔ اے (مہر سنگھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کی حالت زار

ہمعصر پیسہ اخبار اپنی تازہ اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ میں نے پہلے بھی اپنے کالموں میں لکھا ہے۔ کہ ہمارے زیادہ تر بھائی بے عمل ہیں۔ ہماری مردم شماری میں ایک بڑی تعداد منافقوں کی ہے۔ یہ لوگ خدا کے قانون سے بغاوت کرتے ہیں۔ اور خدا کے بتائے ہوئے طریقہ کو صرف زبانی مانتے ہیں۔ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔ شراب پیتے ہیں۔ زنا کرتے ہیں۔ لوٹتے ہیں۔

منافقوں کے لئے دنیا کی کسی سوسائٹی میں بھی عزت و احترام نہیں ہے۔ آزاد قوموں میں ایسے لوگوں کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔

آج کل ہندوستان میں مسلمانوں کی نشانی صرف یہ رہ گئی ہے۔ کہ وہ کسی مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہو۔ اس کا نام مسلمانوں کا سا ہو۔

اگر کسی شخص کا باپ مسلمان تھا۔ اور اس کے بیٹے نے اسلامی طریقے چھوڑ دیئے ہیں۔ تو اس کے بیٹے مسلمان باپ کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ ایسے لوگوں کا مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنا صرف ان کی جہالت ہے۔

میرے ایک ترک دوست نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ انہیں ایک بی۔ اے۔ پاس سے ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا۔ جو مسلمان تھا۔ اسکو فاتحہ پڑھنے کے لئے کہا۔ اس نے ہاتھ اٹھائے۔ مگر کچھ پڑھ نہ سکا۔ یہ نوجوان بی۔ اے پاس تھا مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔ انگریزی کی سیکڑوں کتابیں پڑھ چکا تھا۔ مگر اسلام سے اس قدر بے خبر تھا۔ کہ فاتحہ نہ پڑھ سکا ایسے ہندوستان میں ایسے مسلمانوں کی تلاش کرکے انہیں مذہب سے واقف کرنا چاہیئے۔

جنرل سروس کمپنی

تعمیر عمارت۔ مرمت اور سفیدی وغیرہ کا کام ٹھیکہ اور کمیشن پر ہوتا ہے۔ زمین کی خرید و فروخت۔ نقشہ جات۔ سروے کا کام۔ وصولی کرایہ مکانات معمولی کمیشن پر ایک اوورسیر کی۔ اور بجلی کی فٹنگ وغیرہ کا کام ایک سپروائیزر کی زیر نگرانی کرایا جاتا ہے۔ احباب کمپنی کی خدمت سے فائدہ اٹھاویں۔ اس وقت بھی چند باموقعہ قطعات مختلف محلہ جات میں قابل فروخت ہیں

(منیجر کمپنی)

سرمہ نور رجسٹرڈ

قیمت فی تولہ دو روپیہ — قیمت ۶ ماشہ ایک روپیہ

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بےنظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا نسخہ اور حضور ہی کے مبارک اور بابرکت نام سے وابستہ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤساء۔ امراء۔ عوام الناس اور قادیان کی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔

ضعف بصر۔ ککرے۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال
اندھرا آنا۔ ناخنہ۔ خارش۔ پانی بہنا۔ سرخی وغیرہ

اور جملہ امراض چشم میں تاثیر اور فوائد کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔

موتی منجن

پائیوریا اور گوشت خورہ کے لئے تریاق ہے۔ منہ خوشبودار۔ دانتوں کو مضبوط۔ چمکدار۔ کیڑوں کا قاتل۔ غرض کل امراض دندان کا حکمی بےنظیر علاج ہے قیمت شیشی اونس چھ آنے

اکسیر طحال

تلی کا درد۔ سوزش ورم۔ چہرہ و جسم کی زردی۔ قبض۔ بھوک کی کمی بخار کے لئے نہایت مفید ثابت ہو چکی ہے قیمت صرف ایک روپیہ۔ (عہر)

جوارش عنبری

قیمتی و ہر دلعزیز اجزاء کا بینظیر مرکب۔ خون بڑھانیوالا حافظ و اعضاء رئیسہ کو درست۔ دماغی محنت۔ جسمانی تکان۔ بےحسی اور غشی میں اسکی ایک ہی خوراک چست و توانا بنا دیتی ہے۔ ہر موسم ہر مزاج میں عورتوں، مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ تولہ چار روپے۔

سیلان الرحم

مستورات کی سفید رطوبت کے اخراج اور اس سے پیدا شدہ نقص اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں شرطیہ اکسیر ہے۔ قیمت صرف ایکروپیہ۔

اکسیر النساء

ماہواری ایام کا کم یا زیادہ آنا ٹھیک وقت پر نہ آنا۔ درد یا تکلیف سے آنا۔ قبض۔ اختناق الرحم۔ اپھارہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

کشتہ فولاد

مہینوں کی محنت طبی اصول کے مطابق کیمیاوی طریق سے تیار کیا جاتا ہے۔ کمی خون۔ اعضاء رئیسہ کی ہر قسم کی کمزوری کے لئے شرطیہ بیحد مفید ہو چکا ہے۔ عورتوں مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ پانچ روپیہ فی ماشہ آٹھ آنہ

افروز

مغلائی۔ کانٹوں والا پھوڑا۔ شرطیہ بغیر اپریشن نابود۔ داد۔ چنبل۔ خارشی اور ہر قسم کے زخموں کا تریاق ہے۔ قیمت شیشی ایک اونس بارہ آنے نصف اونس سات آنے

ست سلاجیت

تمام حکماء کا متفقہ قول ہے کہ سلاجیت روح۔ دل دماغ۔ گردہ غرض اعضاء رئیسہ و کمزور اور شکستہ ہڈیوں کے لئے یقیناً مفید ہے۔ قیمت اصلی ست سلاجیت فی تولہ آٹھ آنہ۔ فی چھٹانک دو روپیہ۔

اکسیر گردہ

متواتر استعمال سے بفضل خدا درد گردہ کو ہمیشہ کے لئے آرام آجاتا ہے۔ پتھری و ریگ مثانہ کے لئے بھی مفید ہے۔ قیمت فی شیشی نو آنے

بچوں کا شربت

بدہضمی۔ پیچش۔ قبض۔ سوکھا۔ دانت نکلنے کی تکلیف۔ بچوں کو خوبصورت بنا کر وزن بھی بڑھاتا ہے۔ قیمت فی شیشی چار اونس بارہ آنہ دو اونس سات آنے

قبض کشا

بلا تکلیف و بدمزگی قبض رفع ہو کر دائمی قبض بھی نہیں رہتی۔ قیمت پچاس گولی آٹھ آنہ۔

نوٹ: منی آرڈر یا ٹکٹ بھیجکر آرڈر دینے والوں کو محصولڈاک کی بچت ہوگی۔

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان (پنجاب)

مرض ذیابیطس کی — زود اثر کیمیاوی دوا

الذیابیطس!

اگر خدانخواستہ آپ یا آپ کا عزیز ہمسایہ مرض ذیابیطس سلس البول بول الدم میں مبتلا ہے۔ یا کسی بچہ یا عورت کو بول فی الفراش کی شکایت ہے۔ تو الذیابیطس منگا کر قدرت خدا کا کرشمہ دیکھئے گا۔ جس کے تین ہفتہ کے استعمال سے بار بار پیشاب کا آنا پیاس کا زیادہ لگنا۔ پانی پیتے ہی پیشاب کی حاجت ہونا۔ پیشاب میں شکر یا کسی دیگر مادہ کا خارج ہونا۔ گھٹنوں۔ پنڈلیوں میں درد۔ عام بدن میں خشکی وغیرہ عوارض مرض قطعی دور ہو کر گردہ و مثانہ اور جگر کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اسکی صداقت میں صرف اس قدر تحریر کرنا کافی ہے۔ کہ اس کا نمونہ منگا کر تجربہ کیجئے گا۔ اگر چوبیس گھنٹے میں حسب تحریر دوا اپنا سحری اثر کرکے پیشاب اور پیاس کے دردوں میں بیحد کمی نہ کرے۔ تو حلفیہ تحریر کرنے پر نمونہ کی قلیل اجرت ۱۲؍ واپس کر دی جائے گی۔ قیمت ۲؍ خوراک ۲۱ یوم چھ روپیہ۔ نمونہ صرف ۱۲؍۔ محصول بذمہ خریدار۔

بلا نشتر — فوتہ بڑھ جانے کی اکسیر دوا — بلا آپریشن

نشتر یا آپریشن کی تکلیف سے پہلے آپ اس دوا کو استعمال کیجئے گا۔ جو امراض فوتہ میں خواہ فوتہ میں کوئی تکلیف ہو۔ یعنی فوتہ بڑھ گیا ہو۔ چوٹ لگ گئی ہو۔ آبی ہو یا بادی۔ لحمی ہو یا ریاحی۔ آنت اترتی ہو۔ ریاح غوں غوں بولتی ہو۔ بلا تکلیف کے فائدہ ہوگا۔ ناقص مادہ پسیج پسیج کر رفع ہو جاوے گا۔ غرضیکہ یہ دوا امراض فوتہ میں بیحد مفید ہے۔ سینکڑوں لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تین دن میں یہ دوا اپنا اثر کرتی ہے۔ مگر ۷ یوم تک مسلسل دوائی کا استعمال ضروری ہے۔ ترکیب آسان ہے۔ قیمت فی پیکٹ تین روپے (۳؍) محصولڈاک بذمہ خریدار۔ نقالوں سے ہوشیار رہیئے گا۔ کیونکہ سوائے یہاں کے اور جگہ نہیں مل سکتی ہے۔ برسوں سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دیگر امراض مخصوصہ خواہ عورتوں کو ہو یا مردوں کو خطوط کے ذریعہ بیحد مجرب دوا ارسال ہوگی

پتہ:۔ مطب حکیم ظہیر الحسن (میونسپل کمشنر) متھرا (یو۔ پی)

پوسٹ کارڈ کی قیمت دو پیسے۔ نئی دہلی۔ ۲۲ مارچ۔ آج سنٹرل اسمبلی نے بیالیس ووٹوں کے مقابلے میں ۵۶ ووٹوں سے یہ قرارداد منظور کرلی۔ کہ سنگل پوسٹ کارڈ کی قیمت دو پیسے اور جوابی کارڈ کی قیمت ایک آنہ

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)